حرمت سجدہ تعظیمی

ترجمہ

مصنفہ
اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

نوری بک ڈپو، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرمتِ سجدۂ تعظیمی

مُصنفہ

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ



نوری بک ڈپو لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

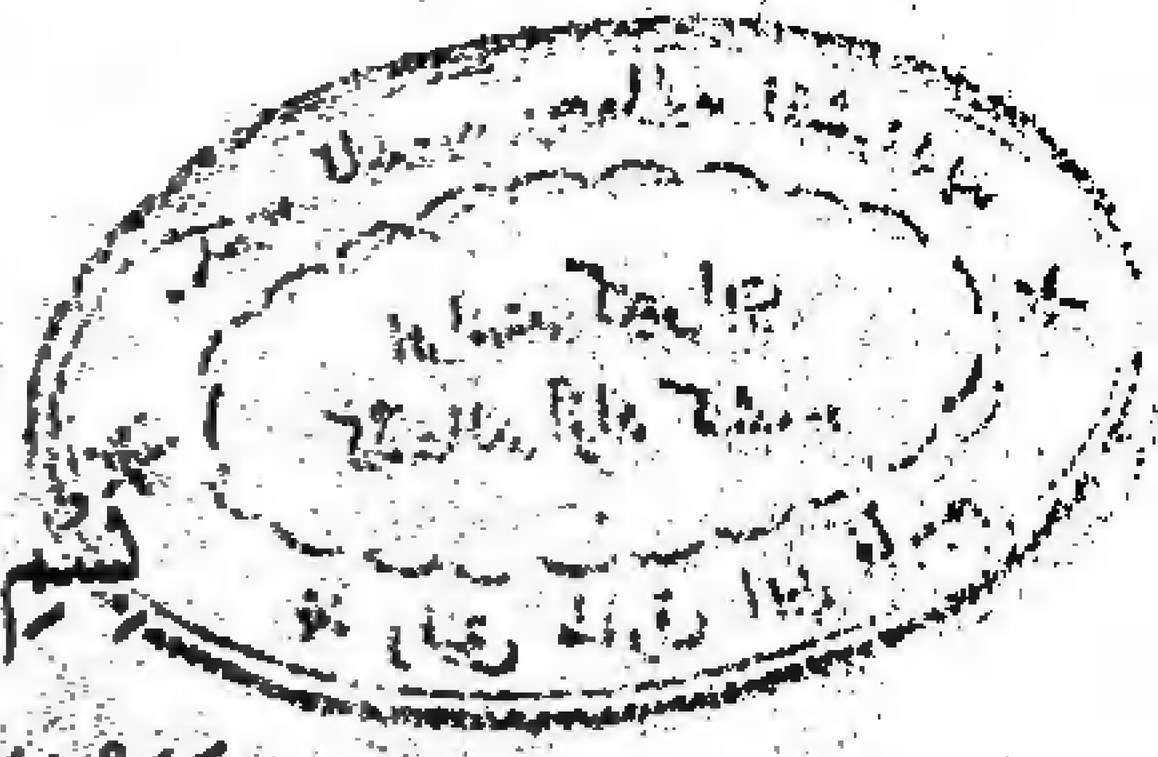
حرمتِ سجدۂ تعظیمی

ناشر: نوری بکڈپو - لاہور
طابع: کمبائن پرنٹرز لاہور
بار اول: ۱۹۷۷ء
اہتمام: صاحبزادہ سید محمد حسن گیلانی
طباعت: آفسٹ، سفید کاغذ، مجلد
قیمت:



روضہ مبارک

اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

بارِ اوّل

مسئلہ ۔ از بنارس پھاٹک شیخ سلیم مدرسہ ابراہیمیہ مرسلہ مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب

۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قَالَ زَیۡدٌ سجدہ تعظیم و تحیت مرشد طریقت کے لئے اب بھی جائز ہے۔ اور استدلال کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجودِ ملائکہ ہونے سے۔ و نیز واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے۔ اور کہتا ہے وَاُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیۡنَ ساحروں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

قَالَ عَمۡرٌو ، سجدہ تحیت ادیان ماضیہ میں جائز تھا۔ ہماری شریعت غرا محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام میں وہ حکم منسوخ ہوا۔ جیساکہ تفسیر جلالین مدارک ، خازن ، روح البیان ، جامع البیان ، تفسیر کبیر ، فتح العزیز وغیرہم میں مصرح ہے ، اور ساحروں کو عرفانِ حق حاصل ہوا ، اور انہوں نے معبود حقیقی کو سجدہ کیا۔ جیساکہ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ رَبِّ مُوۡسٰی وَ ھٰرُوۡنَ اس پر دال ہے۔ نہ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا

قَالَ زَیۡدٌ ، آیات اخبار و قصص میں ناسخ و منسوخ نہیں ہوتا کَمَا فِیۡ نُوۡرِ الۡاَنۡوَارِ لہٰذا اباحت اس کی باقی ہے

قَالَ عَمۡرٌو ، علمائے مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا مصرح بیان فرمایا۔

قَالَ زَیۡدٌ ، مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں تاوقتیکہ کوئی

آیت اس کی ناسخ یا ممانعت میں وارد نہ ہو ؛

قَالَ عَمْرٌو: آیات قرآنی اُس کی ممانعت میں نص صریح ہیں۔ مثلاً
يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ: پس معلوم ہؤا کہ سجدہ عبادت ہے۔ پس عبادت غیر خدا کی شرک ہے۔ نیز فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ؛ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ: میں لام واسطے تخصیص کے ہے۔ اور إِيَّاهُ بھی تخصیص کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا سجدہ مخصوص ذات باری کے لئے ہے۔ اور غیر کے لئے شرک و حرام و کفر ہے ؛

قَالَ زَيْدٌ: ان آیتوں میں سجدہ عبادت کی تخصیص ہے نہ کہ سجدہ تحیت کی۔ لہٰذا وہ جائز ہے ؛

قَالَ عَمْرٌو: لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ سے غیر اللہ کے لئے سجدہ ممنوع ہونا ثابت ہے اگرچہ سجدۂ تحیت ہو۔ اور فقہاء و متکلمین نے اُس کو حرام و کفر فرمایا ہے: کما فی شرح فقہ اکبر لملّا علی قاری، انجاح الحاجہ، حلبی شرح المنیہ، مالا بدّ منہ، عالمگیری نیز احادیث صحیحہ اس کی مخالفت میں بکثرت وارد ہیں ؛

قَالَ زَيْدٌ: آیت میں یہ کہاں ہے لَا تَسْجُدُوا لِلْإِنْسَانِ ؛ حدیثوں میں جواز ہے، عکرمہ بن ابوجہل مشرف باسلام ہوئے۔ اور اُنھوں نے حضرت کیا، آپ نے منع نہ فرمایا: کما فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب: ایک صحابی نے حضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا، تو حضرت نے فرمایا تو نے اپنا خواب سچا کیا: پس ثابت ہؤا، کہ سجدہ جائز کما فی مشکوٰۃ ؛

قَالَ عَمْرٌو: عکرمہ کی روایت سے سجدہ مراد لینا اہل علم پر مخفی نہیں کہ کس قدر سادہ لوحی ہے۔ کیونکہ منقول ہے نَطَأْطَأَ رَأْسَهٗ مِنَ الْحَيَاءِ كَمَا فِيْ سِيْرَةِ الْحَلَبِيْ وَسِيْرَةِ النَّبُوَّةِ۔ اور مدارج النبوت کی عبارت ہے: "آنگاہ از شرمندگی سر در پیش افگند"
حدیث مشکوٰۃ سے معلوم ہؤا کہ پیشانی انور مسجود علیہ تھی۔ نہ

مسجود لہٗ۔ لہٰذا وہ مفید مدعیٰ نہیں۔ جس چیز پر سجدہ کیا جائے، وہ مسجود لہٗ قرار نہیں پاتی۔ فَتَدَبَّرْ۔ فَالْعَجَبُ کُلَّ الْعَجَبِ۔ و نیز حدیث قیس و معاذ ابن جبل میں سجدہ تحیت کی نفی صریح وارد ہے لَا تَفْعَلُوْا، مشکوٰۃ و ابن ماجہ نیز دیگر احادیث جو پرچہ صوفی نمبر ۱۲۴ جلد ۷۱ ماہ رجب ۱۳۳۷ھ ہجری میں شائع ہو چکی ہیں ملاحظہ ہوں۔

قَالَ زَیْدٌ۔ یہ سب حدیثیں خبر احاد ہیں، یہ نفی پر حجت نہیں ہو سکتیں۔ و نیز آیاتِ قرآنی سے اباحت ثابت ہے۔ اگرچہ موردِ خاص ہے مگر حکم عام ہے۔

قَالَ عَمْرٌو۔ آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی و تصریحاتِ فقہاء و متکلمین سے حرمت و کفر ہونا ثابت ہے، اُس کی اباحت پر حالت اختیار میں کوئی روایت ضعیف بھی وارد نہیں، لہٰذا دعوےٰ بلا دلیل ہے مقبول نہیں۔

پس مفتیانِ دین بیان فرمائیں کہ قولِ حق و صواب کس کا ہے؟ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الْاَمْنُ وَہُمْ مُّہْتَدُوْنَ۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

وبارِ دوم

از میرٹھ خیرنگر دروازہ مرسلہ مظاہر الاسلام صاحب نبیرۂ نواب ممتاز علی خاں
۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مأتہ حاضرہ حضرت مولٰنا بالفضل اولٰنا جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم

سلام و آداب کے بعد گذارش خدمت کہ ۲۸ جون ۲۹ رمضان مبارک کو رسالہ نظام المشائخ خدمت والا میں روانہ کرکے استدعا کی گئی تھی کہ براہِ کرم سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے تاکہ یہ بے بضاعت جناب کے احسان و کرم کی وجہ سے اس عظیم الشان مسئلہ میں تشفی و

اطمینان حاصل کر سکے: چند روز ہوئے کہ جناب کی معرکۃ الآرا تصنیف جو کہ تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں تحریر ہے خادم کی نظر سے گذری اس کے صفحہ ۴۴ پر سجدہ تحیت کے جواز میں جو عبارت مزین ہے وہ حسب ذیل ہے

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔

وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا: یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا۔ اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔"

"یہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالےٰ ملائکہ آدم و یعقوب و یوسف علیہم الصلوٰۃ و السلام سب کا شرک ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا۔ ملائکہ نے سجدہ کیا۔ آدم راضی ہوئے۔ یعقوب ساجد۔ یوسف رضا مند۔" پھر جناب والا تحریر فرماتے ہیں۔ "اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا محض جہالت۔ شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہو سکتا۔ کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالےٰ شرک کا حکم دے۔ اگرچہ اسے کبھی منسوخ بھی فرما دے۔"

اگر جناب براہ کرم اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہو گی جناب کی مذکورہ بالا تحریر کے صریح معنے تو یہی سمجھ میں آئے۔ کہ سجدہ تحیت جائز ہے۔ والسلام مع الکرام۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ خَشَعَتْ لَهُ الْقُلُوْبُ وَ خَضَعَتْ لَهُ الْاَعْنَاقُ وَ سَجَدَتْ لَهُ الْجِبَاهُ وَ حَرَّمَ السُّجُوْدَ فِیْ هٰذَا الدِّیْنِ الْمَحْمُوْدِ وَ الشَّرْعِ الْمَسْعُوْدِ لِمَنْ سِوَاهُ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی اَكْرَمِ مَنْ سَجَدَ لَكَ لَيْلًا وَّ نَهَارًا وَ حَرَّمَ السُّجُوْدَ لِغَيْرِكَ تَحْرِيْمًا جِهَارًا وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ الْفَائِزِيْنَ بِخَيْرِهٖ الَّذِيْنَ لَمْ يَشِنِ اللّٰهُ وُجُوْهَهُمْ بِالْخُرُوْرِ لِغَيْرِهٖ نَوَّرَنَا اللّٰهُ بِاَنْوَارِهِمْ وَ وَفَّقَنَا لِاِتِّبَاعِ اٰثَارِهِمْ اٰمِيْنَ ؛

مسلمان ! اے مسلمان !! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان ، کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہٗ کے سوا کسی کے لئے نہیں ۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین ۔ اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین ۔ اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین ۔ ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول ۔ اور عند التحقیق ۔ وہ کفر صوری پر محمول ۔ كَمَا سَيَأْتِیْ بِتَوْفِيْقِ الْمَوْلٰی سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی ؛ ہاں مثل صنم و صلیب و شمس و قمر کے لئے سجدے پر مطلقاً اکفار ، كَمَا فِیْ شَرْحِ الْمَوَاقِفِ وَ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَسْفَارِ ، ان کے سواء مثل پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح ۔ جیسا کہ زید کا ادعاء باطل نہ شرک حقیقی نامغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم باطل ۔ بلکہ حرام ہے ۔ اور کبیرہ و فحشاء فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ ؛ باطل شرک کے لئے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر واقعہ حضرت یوسف بھی علیہما الصلوٰۃ و السلام دلیل کافی محال ہے کہ مولٰے عز و جل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اُسے بھی منسوخ فرمائے ۔ اور محال ہے کہ ملائکہ علیہم الصلوٰۃ و السلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریک خدا بنائے یا

مُسنے روا ٹھہرائے۔ کوکبۂ شہابیہ میں اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بیّن البرہان۔ اس کا صرف اتنا مفاد و مقصود کہ وہابی کا شرک باطل و مردود وہابی نے اس پر شرک نامقدور کا حکم لگا کر آدم و یعقوب و یوسف و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کو معاذ اللہ مشرک بنا دیا اور ربّ عزّ وجل کو (خاک بدہن گستاخ) شرک کا حکم دینے اور جائز رکھنے والا ٹھہرا دیا، یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق۔ کیا جو کچھ شرک نہ ہو سب جائز و روا ہے، یوں تو زنا و قتل و شرب خمر و اکل خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے کہ یہ باتیں بھی شرک نہیں تو معاذ اللہ سب جائز ہوئیں، اور یہ جہل صریح و ضلال مبین والعیاذ باللہ رب العالمین اور ابطال اباحت کو احادیث متواترہ اور ائمہ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث و فقہ سے لیا جائیگا، اور ان میں اس کی تحریم متواتر۔ اس کے ممنوع و ناجائز و گناہ کبیرہ ہونے کی تصریحات متکاثر۔ پرچہ نظام المشائخ دہلی رجب ۱۳۳۷ہجری کہ اس سوال کے ساتھ آیا۔ اس میں متعلق سجدہ تحریر بے تحریر نے ایک ایسے نام سے انتساب پایا۔ جن کی طرف اس کی نسبت نے عجب تعجب دلایا۔ اس تحریر میں از اول تا آخر جہالتیں سفاہتیں عبارات و مطالب میں طرفہ خیانتیں شرع مطہر پر شدید جرأتیں حتّٰی کہ خود نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر سخت حملہائے بے باک۔ حضور و ربّ حضور پر افتراہائے ناپاک۔ پھر صحابہ و ائمہ و فقہاء و اولیاء کا کیا ذکر ان کی رفیع شان میں کمال زبان درازیوں کی کیا فکر۔ یہاں تک کہ ان کو نہ صرف جاہل ضدی سنگدل ہی بتایا بلکہ بحرمتہ شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ ٹھہرایا۔ سَیَجْزِی اللّٰہُ الْفَاسِقِیْنَ کَذٰلِکَ یَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ۔ یہ سب اینہم بو علم تھے۔ اور ضلال کیا کم تھے۔ عجب مذہب نہیں، کچھ عجب نہیں۔ مگر سخت آفت یہ کہ عبارتیں کی عبارتیں جی سے گھڑ لیں، اور صاف بے دھڑک مشہور کتابوں کی طرف نسبت کر دیں، اور وہ بھی اس جسارت کی شان سے کہ جلد و صفحہ و باب کے نشان سے۔ مذہبی حالت کچھ سہی، جسے ادنٰی حیا و انسانیت کے دائرے میں رہنا پسند ہو کیونکر

ان کا مرتکب ہو سکے، وگرنہ رسالہ خبیثہ سیف النقی کی طرح پابند اثر دیو بند ہو۔ نہ کہ ایک مشہور شخص جو پیش خویش صوفی و شیخ بننے کا خواہش مند ہو۔ بہر حال مسلمانوں کو اس کے فریبوں سے بچانا لازم اسے جسے ہم نے بکر سے تعبیر کیا ہے کسے باشد۔ مذکور سوال زید کے جتنے بکر ہیں سب گشتنے از عروارۂ بکر تھا۔ لہذا تحریری کاتی اٰلیٰ وَکُلَّ الصَّیۡدِ فِیۡ جَوۡفِ الۡفَرَاءِ۔ ایسی تحریرات اگرچہ قطعاً ناقابل التفات۔ مگر بعد اشاعت فاحشہ اس کا انسداد امر مہتم۔ اور یہ مبارک جواب بتوفیق الوہاب چھ فصل پر منقسم ہے۔

فصل اول۔ قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رَدّ ہے جو بکر نے صفحہ ۹ پر کہا، کوئی آیت سجدہ انسان کے خلاف قرآن کریم میں کہیں بھی نہیں۔

فصل دوم۔ چالیس حدیثوں سے سجدہ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رَدّ ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر ص۹ پر کہا "اسی حدیث کو سجدہ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سواء اس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔" اَللّٰهُ اَکۡبَرُ متواتر حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی۔

فصل سوم۔ ایک سو دس نصوص فقہ سے سجدہ تحیت کی تحریم یہ اس کا رَدّ ہے جو بکر نے ص۲۳ پر کہا سواء چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدہ تعظیم کے خلاف نہ تھا۔ ص۲۷ اس لئے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہوں گے۔ ص۱ سجدہ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار ہے۔ وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ۔

فصل چہارم۔ خود بکر کی سندوں اور اسی کی مستندوں اور اسی کے منہ قرآن مجید و احادیث متواترہ و اجماع علماء و اجماع اولیاء سے سجدہ تحیت حرام ہونے کا ثبوت۔ یہ کاہے کا رَدّ ہے اسے بکر سے پوچھئے

فصل پنجم۔ اس ذرا سی تحریر میں بکر کے افتراء اختراع کذب خیانت جہالت سفاہت کا اظہار۔

فصل ششم، سجدہ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام کی بحث اور اس سے استدلال مجوز کا قاہرہ ابطال۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَ الْوُصُوْلُ اِلَی التَّحْقِیْقِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اٰمین

فصلِ اوّل قرآنِ کریم سے سجدۂ تحیّت کی تحریم

قَالَ رَبُّنَا وَ تَعَالٰی۔ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمہیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب ٹھہرا لو۔ کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا بَلَغَنِیْ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ کَمَا یُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ اَفَلَا نَسْجُدُ لَکَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَکْرِمُوْا نَبِیَّکُمْ وَاعْرِفُوا الْحَقَّ لِاَھْلِہٖ فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّسْجَدَ لِاَحَدٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا کَانَ لِبَشَرٍ اِلٰی قَوْلِہٖ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا کہ آپس میں۔ کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں؟ فرمایا نہ، بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو۔ اور سجدہ خاص حق خدا ہے اُسی کے لئے رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اُتاری۔ اکلیل فی استنباط التنزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصاراً ذکر کرکے فرمایا فَفِیْہِ تَحْرِیْمُ السُّجُوْدِ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی تو اس آیت کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا۔ آیت کی ایک شانِ نزول یہ بھی ہے کہ نصاریٰ نے کہا ہمیں عیسیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کو خدا مانیں۔ تو یہ آیت اُتری۔ امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کئے۔ نَزَلَ

لمّا قال نصاریٰ نجران ان عیسیٰ امرھم ان یتخذوہ ربًّا اذ لمّا طلب
بعض المسلمین السجود لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نے ظاہر
کر دیا دونوں سبب قوی ہیں۔ کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیریں وہی
قول لائیں گے۔ جو سب سے صحیح تر ہو: اور بیضاوی و مدارک و ابو السعود
و کشاف و تفسیر کبیر و شہاب و جمل وغیرہم عامہ مفسرین نے اسی سبب اول
کو ترجیح دی، کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدہ کی درخواست کی اس پر خود
خود آخر آیت میں فرمایا، کیا تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان
ہو۔ تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہان سجدہ ہوئے تھے۔ نہ کہ نصاریٰ
مدارک شریف و کشاف میں ہے بعد اذ انتم مسلمون: یدل
علی المخاطبین کانوا مسلمین وھم الذین استأذنوہ ان یسجد
لہ۔ بیضاوی و ارشاد العقل میں ہے۔ دلیل علی ان الخطاب للمسلمین
وھم المستأذنون لان یسجدوا لہ۔ کبیر میں قول کشاف نقل
کرکے مقرر رکھا۔ فتوحات میں ہے یقرب ھذا الاحتمال قولہ فی اٰخر
الاٰیۃ بعد اذ انتم مسلمون۔ عنایۃ القاضی میں ہے ھذہ الفاصلۃ
ترجح القول بانھا نزلت فی المسلمین القائلین افلا نسجد لک۔
تفسیر نیشاپوری میں اس کی تقویت کی۔ اقول وباللہ التوفیق۔ خطاب
نصاریٰ پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصاریٰ نجران مسلمان
کب تھے۔ تو معنی[1] یہ لیے ہوں گے ایأمر اٰباءکم الاولین بالکفر
بعد ان کانوا مسلمین۔ کیا عیسیٰ تمہارے اگلے باپ دادوں
کو جو اُن کے زمانہ میں دین حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اس کے
کہ وہ ایمان لا چکے تھے۔ اور خطاب مسلمین پر کفر میں تاویل کی حاجت
ہے۔ کہ مسلمانوں نے ہرگز سجدہ عبادت نہ چاہا: اولاً نہ یہ صحابہ سے منقول

---

[1] قولہ دیتا ویلی ھذا اصح واظھر من تاویل الشہاب فی حاشیۃ البیضاوی اذ قال
وان جاز ان یقال للنصاریٰ ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ای منقادون و
مستعدون لقبول الدین الحق ارخاءً لعنان واستدراجًا اھ تفسیر الاٰیۃ علی نبیہ ۱۲ منہ

تھا۔ روزِ اوّل سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرما دیا تھا۔ موافق مخالف نزدیک کا دُور کا ہر شخص جانتا۔ ہر گھر میں چرچا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کی طرف بُلاتے اور شرک کے برابر کسی شے کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادت نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصور تھی خصوصاً یہ سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے۔ اجلّہ صحابہ معاذ بن جبل و قیس بن سعد و سلمان فارسی حتّٰے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہم جیساکہ فصل احادیث میں آتا ہے۔ ثانیاً حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر کی درخواست کرکے کافر ہو گئے، تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں، توبہ کرو، دوبارہ اسلام لاؤ، پھر عورتیں راضی ہوں تو اُن سے نکاح کرو۔

ثالثاً سب سے زائد یہ کہ مولے تعالٰے بھی تو خود اس آیت میں اُن مسلمان بتا رہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو۔ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں ولہٰذا امام محمد بن محمد حافظ الدین وجیز میں فرماتے ہیں قَوْلُهٗ تَعَالٰی مُخَاطِبًا لِلصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، نَزَلَتْ حِیْنَ اِسْتَاْذَنُوْا فِی السُّجُوْدِ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا یَخْفٰی اَنَّ الْاِسْتِئْذَانَ لِسُجُوْدِ التَّحِیَّةِ بِدَلَالَةِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَمَعَ اِعْتِقَادِ جَوَازِ سَجْدَةِ الْعِبَادَةِ لَا یَکُوْنُ مُسْلِمًا فَکَیْفَ یُطْلَقُ عَلَیْهِمْ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ اللہ عزّوجلّ نے صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم سے فرمایا کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو، یہ آیت اُس وقت اُتری جب صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی۔ اور ظاہر ہے کہ انہوں نے سجدۂ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرمایا ہے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ اور سجدۂ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا۔ تو یہ کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے تم مسلمان ہو۔

اقول بعینہٖ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کرکے بھی مسلمان نہیں رہتا۔ پھر کیونکر فرمایا

جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ وَقَدْ کَانَ اِسْتَدَلَّ بِہٖ الْبَعْضُ الْقَائِلُوْنَ بِاَنَّ سَجْدَۃَ التَّحِیَّۃِ کُفْرٌ وَذَکَرَہٗ فِی الْوَجِیْزِ دَلِیْلًا لَّھُمْ فَانْقَلَبَتِ الدَّلِیْلُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَثَبَتَ اَنَّھَا لَیْسَتْ بِکُفْرٍ کَمَا عَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ وَالْمُحَقِّقُوْنَ فَاحْفَظْ وَتَثَبَّتْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا۔ جو محاورات شارع میں شائع ہے۔ خصوصاً سجدہ کو نہایت مشابہ پرستش غیر ہے **فصل دوم** میں زمین بوسی نسبت کافی شرح وافی و کفایہ شرح و تبیین شرح کنز و در مختار و مجمع الانہر و فتح اللہ المبین وغیرہا سے آئیگا لِاَنَّہٗ یُشْبِہُ عِبَادَۃَ الْوَثَنِ بت پرستی مشابہ ہے۔ تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا۔ اس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا اونٰے تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیساکہ فصل دوم میں خلاصہ و محیط و منح الروض و نصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے اِنَّ ھٰذَا کُفْرُ صُوْرَۃٍ سجدہ صورت کفر ہے۔ وَ ھُوَ اَحْسَنُ مَنَازِعِ ھٰذَا الْاِطْلَاقِ فِیْ کَلَامِھِمْ کَمَا سَیَاْتِیْ بِعَوْنِہٖ عَزَّ وَجَلَّ۔ بہرحال آیہ کریمہ میں ایک طرف تجوز ہے لہٰذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں۔ اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لئے کئی کئی شان نزول ہوتی ہیں۔ اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے۔ کَمَا فِی التَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ وَشَرْحِ الْمَوَاھِبِ لِلزُّرْقَانِیْ وَغَیْرِھِمَا۔ تو قرآن کریم سے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ صحابہ کرام نے حضور سے سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی۔ اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا ذکر کیا۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔

فصل دوم چالیس حدیثوں سے تحریم سجدۂ تحیۃ کا ثبوت

حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ و علماء نے

رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔ ہم بتوفیقہ تعالٰی یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی چہل حدیث لکھتے ہیں۔ یہ حدیثیں دو نوع ہیں:۔

نوعِ اوّل: سجدۂ غیر کی مطلقاً ممانعت۔

حدیث اوّل: جامع ترمذی و صحیح ابن حبان و صحیح مستدرک و مسند بزار و سنن بیہقی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قَالَ جَآءَتْ اِمْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ مَاحَقُّ الزَّوْجِ عَلَی الزَّوْجَۃِ؟ قَالَ لَوْ کَانَ یَنْبَغِیْ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا لِمَا فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلَیْھَا ھٰذَا لَفْظُ الْبَزَّارِ وَالْحَاکِمِ وَالْبَیْھَقِیِّ وَعِنْدَ التِّرْمِذِیِّ الْمَرْفُوْعُ مِنْہُ بِلَفْظِ لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا۔ ایک عورت نے بارگاہِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے، تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے تو اُسے سجدہ کرے۔ اُس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اُسے اُس پر رکھی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث دوم: بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَائِطًا فَجَآءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَہٗ فَقَالُوْا ھٰذِہٖ بَھِیْمَۃٌ لَا تَعْقِلُ سَجَدَتْ لَکَ وَنَحْنُ نَعْقِلُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ لَوْ صَلَحَ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا لِمَالَہٗ

---

[1] رایت فی جامع الترمذی وعزاہ فی الدر المنثور تحت قولہ عزوجل اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ للبزار والحاکم والبیہقی وفی نکاح الترغیب ذیل الجامع الصغیر لابن حبان اقتصر فی ھذا علی مرفوعہ مشیا من الکتاب علی موضوعہ ۔ و تم فی کنز العمال الرمزن للبیہقی وھو تصحیفات للترمذی ۱۲ منہ۔

مِنَ الْحَقِّ عَلَيْهَا حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اُونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا۔ ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے اگر ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اُس حق کے سبب جو اُس کا اُس پر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفاء میں فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔[۲]

حدیث سوم، احمد و نسائی و بزار و ابونعیم انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے راوی قَالَ اَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ لَهُمْ جَمَلٌ يَسْنُوْنَ عَلَيْهِ وَاَنَّهٗ اسْتَصْعَبَ عَلَيْهِمْ (فَذَكَرَ الْقِصَّةَ اِلٰى قَوْلِهٖ) فَلَمَّا نَظَرَ الْجَمَلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ سَاجِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهٗ اَصْحٰبُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ بَهِيْمَةٌ لَا تَعْقِلُ تَسْجُدُ لَكَ وَنَحْنُ نَعْقِلُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ قَالَ لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ تَسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلَحَ اَنْ يَسْجُدَ بَشَرٌ لِبَشَرٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهٖ عَلَيْهَا هُوَ عِنْدَ النَّسَائِيِّ مُخْتَصَرٌ یعنے انصار میں ایک گھر کا آب کشی اُونٹ بگڑ گیا، کسی کو پاس نہ آنے دیتا، کھیتی اور کھجوریں پیاسی ہوئیں سرکار میں شکایت عرض کی، صحابہ سے ارشاد ہوا، چلو، باغ میں

---

[۱] عزاہ لاحمد فی الدر المنثور ولہ وللنسائی فی المواہب وزاد فی الترغیب الخصائص الکبرٰے البزار قال المنذری ورواہ النسائی مختصرا اھ ورایتہ لابی نعیم فی دلائل النبوۃ ووقع فی کنز العمال رموت للترمذی وتصحیفان للنسائی عکس ما سبق علقہ الترمذی عن کثیرین تحت حدیث ابی ھریرۃ الاول منھم انس رضے اللہ تعالٰے عنھم ۱۲ منہ غفرلہ

[۲] شروح الشفاء للخفاجی والقاری ومناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا للامام خاتم الحفاظ ۱۲ منہ

تشریف فرما ہوئے۔ اُونٹ اُس کنارے تھا۔ حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ و سلم اُس کی طرف چلے۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ۔ وہ (اُونٹ) بورانے (باؤلے) کُتے کی طرح ہو گیا ہے۔ مبادا حملہ کرے۔ فرمایا نہیں اُس کا اندیشہ نہیں ہے۔ اُونٹ حضور کو دیکھ کر آپ کی طرف چلا۔ اور قریب آکر حضور کے لئے سجدہ میں گرا۔ حضور نے اُس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیا۔ وہ بکری کی طرح ہو گیا۔ آگے وہی ہے کہ صحابہ نے عرض کی کہ ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ حضور نے فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔ امام منذری نے کہا کہ اِس حدیث کی سند جید ہے اور اُس کے راوی مشاہیر ثقہ۔

حدیث چہارم: امام احمد و بزار و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ وَمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ فِیْ رِجَالٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ فِی الْحَائِطِ غَنَمٌ فَسَجَدْنَ لَہٗ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنَّا نَحْنُ اَحَقُّ بِالسُّجُوْدِ لَکَ مِنْ ھٰذِہِ الْغَنَمِ قَالَ اِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ فِیْ اُمَّتِیْ اَنْ یَّسْجُدَ اَحَدًا لِاَحَدٍ وَلَوْ کَانَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّسْجُدَ اَحَدًا لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا۔ حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت صدیق و عمر فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمرکاب تھے۔ باغ میں بکریاں تھیں۔ اُنہوں نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں

؎ عزاہ فی المواھب لابی محمد عبد اللہ بن حامد الفقیہ فی کتاب دلائل النبوۃ لہٗ فقال الزرقانی ما بعد للمصنف العجوز فقد رواہ احمد والبزار اھ وکذلک عزاہ لھما الامام السیوطی فی مناہل وشارحا الشفاء وروایۃ لابی نعیم فی الدلائل الیہ عزا فی الخصائص ۱۲ منہ

اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا بے شک میری اُمت میں نہیں چاہیے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے، اور اگر ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا۔ مُلا علی قاری نے شرح شفاء امام قاضی عیاض میں کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم، بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوۃ میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی بَیْنَمَا نَحْنُ قُعُوْدٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاہُ اٰتٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَاضِحُ اٰلِ فُلَانٍ قَدْ اَبَقَ عَلَیْہِمْ فَنَهَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَهَضْنَا مَعَہٗ فَلَمَّا اَتَی انْقَضَتْ وَذُکِرَ سُجُوْدُ الْبَعِیْرِ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَهِیْمَۃٌ مِّنَ الْبَهَائِمِ تَسْجُدُ لَکَ لِتَعْظِیْمِ حَقِّکَ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ قَالَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِیْ اَنْ یَّسْجُدَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ

ہم حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر کا شتر آب کش بے قابو ہو گیا ہے۔ حضور اُٹھے اور ہم سب ہمراہ رکاب اُٹھے، ہم نے عرض کی حضور اُس کے پاس نہ جائیں۔ مگر حضور سرور عالم تشریف لے گئے جونہی کہ اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑی اسی وقت سجدے میں گر گیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ، ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لئے حضور کو سجدہ کرے، ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا، نہیں، اگر میں اپنی اُمت میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں[1]۔

حدیث ششم، مسند احمد و حاکم اور مستدرک اور طبرانی جامع کبیر اور بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوۃ اور بغوی شرح سنہ میں یعلٰے بن مرہ

---

[1] رأیتہ فی دلائل ابی نعیم وعزاہ لفادلی مطالع المسرات للبیہقی ۱۲ منہ

یعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَجَاءَ بَعِیْرٌ یَرْغُوْا حَتّٰی سَجَدَ لَہٗ فَقَالَ مُسْلِمُوْنَ نَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا الحدیث: ایک روز حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا، قریب آکر حضور کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا، تو عورت کو فرماتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (پھر آپ نے فرمایا) جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی، جب بوڑھا ہوا انہوں نے اس کا چارہ کم کر دیا اور کام زیادہ کر دیا، اب کہ اُن کے ہاں شادی ہے، چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس کے مالکوں کو فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے، انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ، واللہ وہ سچ کہتا ہے، فرمایا تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو، انہوں نے چھوڑ دیا۔ مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث ہفتم مسند میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَہٗ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَہٗ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَسْجُدُ لَکَ الْبَھَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَکَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ وَلَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا

لہ عزاہ فی الخصائص للطبرانی وابی نعیم وذاتیہ لہ وذاد فی آخرہ فذکرہ وعزاہ فی مطالع المسرات لاحمد والحاکم والبیہقی والبغوی ۱۲ منہ

اَنْ تَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا۔ تو عورت کو اپنے شوہر کے سجدے کا حکم دیتا۔ سنن ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اسی قدر ترغیب میں ابن حبان اور دُر منثور میں ابو بکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔

حدیث ہشتم۔ ابو نعیم دلائل میں ثعلبہ بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی قَالَ اِشْتَرٰی اِنْسَانٌ مِنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ جَمَلًا یَنْقَعُ عَلَیْہِ فَاَدْخَلَہٗ فِیْ مِرْبَدٍ فَحَرُدَ کَیْمَا یَحْمِلُ فَلَمْ یَقْدِرْ اَحَدٌ اَنْ یَّدْخُلَ عَلَیْہِ اِلَّا تَخَبَّطَہٗ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذُکِرَ ذٰلِکَ فَقَالَ اِفْتَحُوْا عَنْہُ فَقَالُوْا اِنَّا نَخْشٰی عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِفْتَحُوْا عَنْہُ فَفَتَحُوْا فَلَمَّا رَاٰہُ الْجَمَلُ خَرَّ سَاجِدًا فَسَبَّحَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنَّا اَحَقَّ بِالسُّجُوْدِ مِنْ ھٰذِہِ الْبَھِیْمَۃِ قَالَ لَوْ یَنْبَغِیْ لِشَیْءٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَنْ یَّسْجُدَ لِشَیْءٍ دُوْنَ اللّٰہِ لَا یَنْبَغِیْ لِلْمَرْاَۃِ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا۔ بنی سلمہ میں سے کسی نے ایک اونٹ آب کشی کو خرید کر سار میں کر دیا۔ جب اُسے لادنا چاہا۔ جو پاس جاتا اونٹ اس پر حملہ کرتا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو۔ عرض کی حضور اندیشہ ہے۔ فرمایا کھولو۔ کھول دیا اونٹ کی نگاہ جمال انور پر پڑی تھی کہ حضور کے لئے سجدے میں گرا۔ حاضرین میں سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کا شور پڑ گیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ۔ ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے

سزاوار ہیں۔ فرمایا اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لیے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہیئے تھا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے ۔

حدیث نہم: ابو نعیم غیلان بن سلمۃ ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَرَاَيْنَا مِنْهُ عَجَبًا مِنْ ذٰلِكَ اِنَّا مَضَيْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ حَائِطٌ فِيْهِ عَيْشِيْ وَ عَيْشُ عِيَالِيْ وَ لِيْ فِيْهِ نَاضِحَانِ فَاغْتَلِمَا عَلَيَّ فَمَنَعَانِيْ اَنْفُسَهُمَا وَ حَائِطِيْ وَ مَا فِيْهِ وَ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ اَنْ يَدْنُوَ مِنْهُمَا فَنَهَضَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ حَتّٰى اَتَى الْحَائِطَ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ اِفْتَحْ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَمْرُهُمَا اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اِفْتَحْ فَلَمَّا حَرَّكَ الْبَابَ اَقْبَلَا لَهُمَا جَلَبَةٌ كَخَفِيْفِ الرِّيْحِ فَلَمَّا انْفَرَجَ الْبَابُ وَ نَظَرَ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَرَكَا ثُمَّ سَجَدَا فَاَخَذَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِرُؤُسِهِمَا ثُمَّ دَفَعَهُمَا اِلٰى صَاحِبِهِمَا فَقَالَ اسْتَعْمِلْهُمَا وَ اَحْسِنْ عَلَفَهُمَا فَقَالَ الْقَوْمُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ فَبَلَاءُ اللّٰهِ عِنْدَنَا بِكَ اَحْسَنُ حِيْنَ هَدَانَا اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الْمَهَالِكِ اَفَلَا تَاْذَنُ لَنَا فِي السُّجُوْدِ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ السُّجُوْدَ لَيْسَ لِيْ اِلَّا لِلْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَلَوْ اِنِّيْ اٰمُرُ اَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالسُّجُوْدِ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے، ہم نے ایک عجیب بات دیکھی، ہم ایک منزل میں اترے، وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شتر آب کش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں، نہ اپنے پاس آنے دیں، نہ باغ میں قدم رکھنے دیں، کسی کی طاقت نہیں کہ

قریب جائے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم وصحابہ کرام اٹھ کر اُس کے باغ کو گئے۔ فرمایا کھول دے۔ عرض کی یا نبی اللہ! اِن کا معاملہ اِس سے سخت تر ہے۔ فرمایا کھول۔ دروازے کو جنبش ہوتے پائی کہ وہ دونوں اونٹ شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے۔ دروازہ کھلا اور اُنہوں نے جب حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے۔ حضور نے ان دونوں کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں اور حضور کے سبب ہم پر اللہ تعالٰے کی نعمت تو بیشتر ہے کہ اللہ تعالٰے نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا اور آخرت کے مہلکوں سے نجات دی۔ کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سجدہ میرے لئے نہیں ہے، وہ تو اسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا۔ میں اُمت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو اپنے شوہر کے لئے سجدے کا دیتا۔

حدیث دہم طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے راوی اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ کَانَ لَهٗ فَحْلَانِ فَاغْتَلَمَا فَاَدْخَلَهُمَا حَائِطًا فَسَدَّ عَلَيْهِمَا الْبَابَ ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَا لَهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ مَعَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ (فَسَاقَ الْحَدِيْثَ فِيْهِ) فَقَالَ اِفْتَحْ فَفَتَحَ فَاِذَا اَحَدُ الْفَحْلَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ الْبَابِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَهٗ فَشَدَّ رَاْسَهٗ وَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ ثُمَّ مَشٰى اِلٰى اَقْصَى الْحَائِطِ اِلَى الْفَحْلِ الْاٰخَرِ فَلَمَّا رَاٰهُ وَقَعَ لَهٗ سَاجِدًا فَشَدَّ رَاْسَهٗ وَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ وَقَالَ اذْهَبْ فَاِنَّهُمَا لَا يَعْصِيَانِكَ وَفِيْهِ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح وہ اونٹوں

کا مست ہونا ہے، وہ سفر کا قصہ تھا۔ اس میں یہ ہے کہ اُن کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالیٰ اُن اُونٹوں کو مسخر فرما دے، اور حضور تشریف لے گئے۔ دروازہ کھلوایا، ایک اُونٹ دروازے کے قریب تھا، حضور کو دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھ کر حوالہ مالک کر کے پھر منتہائے باغ پر تشریف لے گئے۔ دوسرا وہاں ملا، اُس نے بھی سجدہ کیا، اُسے بھی باندھ کر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا، میں کسی کو کسی کے سجدے کے لئے نہیں فرماتا، ایسا فرماتا ہوتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا حکم کرتا، تغایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث یازدہم: عبد بن حمید و ابوبکر بن ابی شیبہ و دارمی و احمد و بزار و بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی هٰذا و لفظ الدارمي في حديثٍ طويلٍ مشتملٍ على معجزاتٍ قَالَ خَرَجْتُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ (فذكر معجزتين إلى ان قال) ثُمَّ سِرْنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا كَاَنَّمَا الطَّيْرُ تُظِلُّنَا فَاِذَا جَمَلٌ نَادٌّ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ سِمَاطَيْنِ خَرَّ سَاجِدًا (ثُمَّ ساق الحديث الى ان قال) قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَحْنُ اَحَقُّ بِالسُّجُوْدِ لَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ، قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِشَيْءٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِشَيْءٍ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ النِّسَاءُ لِاَزْوَاجِهِنَّ۔ میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا، قضائے حاجت کے لئے پردے کی ضرورت تھی، دو پیڑ چار گز کے فاصلہ سے تھے، مجھ سے فرمایا اے جابر! ان پیڑ کو کہدو کہ دوسرے سے مل جا فوراً مل گئے، بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے، پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لئے ملی عرض کی یا رسول اللہ! اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے، حضور نے اُس سے بچہ لے کر تین بار فرمایا دُور ہو اے خدا کے دشمن، میں اللہ کا رسول ہوں، پھر بچہ اُس کی ماں کو دے دیا، جب ہم پلٹتے ہوئے اسی منزل میں پہنچے بی بی

پانچا بچہ اور دو دُنبے لئے حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔ قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس وقت سے بچے کو غش نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا ایک دُنبہ لے لو اور ایک پھیر دو۔ پھر ہم چلے، اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے۔ گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کئے ہوتے ہیں۔ ناگاہ ایک اُونٹ چھوٹا ہوا آیا۔ جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا، سجدہ کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو۔ کچھ انصاری جوان حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ ہمارا ہے۔ فرمایا اس کا کیا قصہ ہے۔ عرض کی کہ بیس برس سے ہم نے اس پر آب کشی کی، یہ فربہ چربی دار ہے اب چاہا کہ اسے حلال کرکے بانٹ لیں، یہ ہم سے چھوٹ رہا۔ فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ عرض کی بلکہ یا رسول اللہ! وہ حضور کی نذر ہے۔ فرمایا اگر میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ چوپایوں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا کسی کو کسی کے لئے سجدہ مناسب نہیں ہے، ورنہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کرتیں۔ امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا کہ جید ہے، زرقانی نے کہا کہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حدیث دواز دہم: بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابو نعیم دلائل، اور امام فقیہ ابو اللیث تنبیہ الغافلین باسانید خودہا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی۔ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ نُعَیْمٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَسْلَمْتُ فَاَرِنِیْ شَیْئًا اَزْدَدْ بِهٖ یَقِیْنًا فَقَالَ مَا الَّذِیْ تُرِیْدُ، قَالَ اُدْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ اَنْ تَاْتِیَكَ. قَالَ اذْهَبْ فَادْعُهَا فَاَتَاهَا الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَالَتْ عَلٰی

جَانِبٍ مِنْ جَوَانِبِهَا فَقَطَعَتْ عُرُوْقَهَا. ثُمَّ مَالَتْ عَلَى الْجَانِبِ الْآخِرِ فَقَطَعَتْ عُرُوْقَهَا. حَتّٰى اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ حَسْبِيْ حَسْبِيْ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعِيْ. فَرَجَعَتْ فَجَلَسَتْ عَلٰى عُرُوْقِهَا وَ فُرُوْعِهَا فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ اِئْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُقَبِّلَ رَاْسَكَ وَ رِجْلَيْكَ. فَفَعَلَ. ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِيْ اَنْ اَسْجُدَ لَكَ. قَالَ لَا يَسْجُدُ اَحَدٌ لِاَحَدٍ. وَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا لِعِظَمِ حَقِّهٖ. وَ لَفْظُ الْفَقِيْهِ قَالَ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَسْجُدَ لَكَ؟ قَالَ لَا تَسْجُدْ لِيْ. وَ لَا يَسْجُدُ اَحَدٌ لِاَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ. وَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا بِذٰلِكَ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا تَعْظِيْمًا لِحَقِّهٖ. ایک اعرابی نے حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اسلام لایا ہوں۔ مجھے کچھ ایسی چیز دکھائیے کہ میرا یقین بڑھے۔ حضور نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ عرض کی حضور اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حاضر ہو۔ فرمایا جاؤ بلاؤ۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گیا، اور کہا تجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے۔ پھر چلا، اور حضور اقدس میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول! اعرابی نے کہا مجھے کافی مجھے کافی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا پلٹ جا! وہ درخت فوراً واپس ہوا اور انہیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو کہ سر اقدس اور دونوں پاے مبارک کو بوسہ دوں۔ حضور نے اجازت دی۔ پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں، فرمایا مجھے سجدہ نہ کر، اور مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث سیز دہم: امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی وَ اللَّفْظُ لِابْنِ مَاجَةَ قَالَ

لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَا هٰذَا ؟ يَا مُعَاذُ ! قَالَ اَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِاَسَاقِفَتِهِمْ وَ بَطَارِقَتِهِمْ فَوَدِدْتُ فِيْ نَفْسِيْ اَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَا تَفْعَلُوْا فَاِنِّيْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. جب معاذ رضی اللہ تعالٰے عنہ شام سے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو سجدہ کیا، حضور نے فرمایا معاذ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا میں ملک شام کو گیا، وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میرے دل نے چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، فرمایا نہ کرو، میں اگر سجدہ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو اپنے شوہر کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔

اَقُوْلُ یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعف نہیں، ابن ابی حبان نے اسے صحیح میں روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔

حدیث چہار دہم: حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ راوی اِنَّهٗ اَتَى الشَّامَ فَرَاَى النَّصَارٰى يَسْجُدُوْنَ لِاَسَاقِفَتِهِمْ وَ رُهْبَانِهِمْ وَ رَاَى الْيَهُوْدَ يَسْجُدُوْنَ لِاَحْبَارِهِمْ وَ رَبَّانِيِّيْهِمْ فَقَالَ لِاَيِّ شَيْءٍ تَفْعَلُوْنَ هٰذَا ؟ قَالُوْا تَحِيَّةٌ لِاَنْبِيَائِهِمْ قُلْتُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَصْنَعَ بِنَبِيِّنَا. فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّهُمْ كَذَبُوْا عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ كَمَا حَرَّفُوْا كِتَابَهُمْ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهٖ عَلَيْهَا۔ وہ شام کو گئے، دیکھا کہ نصاریٰ اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو، ان سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے۔ معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو سجدہ کریں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انہوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے، میں اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو سجدہ کرنے کا

حکم فرماتا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پانزدہم[3]: امام احمد مسند میں اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ راوی اَنَّہٗ لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْیَمَنِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ! رَاَیْتُ رِجَالًا بِالْیَمَنِ یَسْجُدُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اَفَلَا نَسْجُدُ لَکَ. قَالَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا بَشَرًا یَسْجُدُ لِبَشَرٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا۔ وہ جب یمن سے واپس آئے تو عرض کی یا رسول اللہ! میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں، تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں؟ فرمایا اگر میں کسی بشر کو بشر کے لئے سجدے کا حکم دیتا، تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔

اَقُوْلُ: یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے سب راوی[1] رجال بخاری و مسلم ہیں، اور جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں لاجرم دو واقعے ہیں۔ اوّل بار شام میں یہود و نصارٰی کو دیکھ کر آئے، اور حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی۔ دوبارہ اہلِ یمن کو دیکھ کر آئے، اب اپنے مولٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اُتر گیا یا اس میں بوجہ مخالفت یہود و نصارٰی کہ آخر میں عملِ نبوی اسی پر تھا نہی ارشاد کو محتمل سمجھا۔ اور بسبب احتمالِ نہی حتمی اس بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں، صرف اذن چاہا۔ اور ممانعت فرمائی گئی واللہ تعالٰی اعلم

حدیث شانزدہم[4]: ابوداؤد سنن و طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قَالَ اَتَیْتُ

---

[1] قال ابن ماجۃ حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن القاسم الشیبانی عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہما القاسم ھو من رجال مسلم والنسائی ھو وازھر صدوقان وحماد و ایوب ثقتان جلیلان لایسال عن مثلھما ۱۲ منہ۔ [2] خاتم الحفاظ فی الدرالمنثور ۱۲ منہ
[3] رواہ فی المسند عنہ مرفوعۃ فی الدرالمنثور لہ ولابی بکر فی الجامع الکبیر للطبرانی فی الکبیر

[4] اذ قال الامام احمد حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل رضی ✻

الحِیرَةَ۔ فَرَاَیتُہُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَقُلْتُ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَہٗ۔ قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ۔ فَرَاَیْتُہُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ۔ قَالَ اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَہٗ؟ قُلْتُ لَا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِھِنَّ لِمَا جَعَلَ اللہُ لَھُمْ عَلَیْھِنَّ مِنَ الْحَقِّ

میں شہر حیرہ میں (کہ کوفہ کے قریب ہے) گیا، وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے شہریار کو سجدہ کرتے ہیں، میں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ حال و خیال عرض کیا، فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گذرو تو کیا مزار کو سجدہ کروگے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا تو نہ کرو، میں کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے لئے سجدے کا حکم فرماتا۔ اس حق کے سبب جو اللہ تعالے نے ان کا ان پر رکھا ہے۔ ابو داؤد نے سکوتاً اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریحاً کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا تھا فی الاتحاف۔

حدیث ہفدہم تا حدیث بست و یکم: طبرانی معجم کبیر اور ضیا صحیح مختارہ میں زید بن ارقم سے موصولاً اور امام ترمذی جامع میں سراقہ بن

لہ جمع الجوامع ۱۲ منہ۔ لہ بسند حدیث ابی ہریرۃ الاول۔ ثم قال وفی الباب عن معاذ بن جبل وسراقۃ بن مالک بن جعشم وعائشۃ وابن عباس وعبد اللہ بن ابی اوفی وطلق بن علی وام سلمۃ وانس بن عمر رضی اللہ تعالی عنہم حدیث ابی ہریرۃ حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ اھ ۱۲ منہ

اللہ تعالی عنہ انہ لما رجع من الیمن۔ الحدیث ۱۲ منہ۔ لہ رایتہ فی ابو داؤد لہ عزاہ فی الترغیب وللبیہقی فی اتحاف السادۃ ۱۲ منہ

مالک بن جعشم و طلق بن علی و اُمّ المومنین اُمِّ سلمہ و عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے تعلیقاً راوی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ
الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا۔ اگر مجھے کسی کو کسی کے لئے سجدے کا
حکم دینا ہوتا تو عورت کو فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث بست و دوم: عبد بن حمید امام حسن بصری سے، کہ
حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا اذن مانگنے پر
وہ آیت اتری کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں، یہ حدیث فصل اول میں گذری

تذییل اول: مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
ہے انہوں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا، حضور
نے فرمایا لَا یَنْبَغِیْ لِلْمَخْلُوْقِ اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

تذییل دوم: تفسیر کبیر میں بروایت امام سفیٰن ثوری سماک بن ہانی
سے ہے قَالَ دَخَلَ الْجَاثَلِیْقُ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی
عَنْہُ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْجُدَ لَہٗ۔ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ اُسْجُدْ لِلّٰہِ وَلَا تَسْجُدْ لِیْ
حضرت امیر المومنین مولٰے علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت
نصاریٰ کا سفیر حاضر ہوا، حضرت کو سجدہ کرنا چاہا، فرمایا مجھے سجدہ نہ
کر، اللہ عزوجل کو سجدہ کر۔

حدیث بست و سوم: جامع ترمذی میں بطریق الامام عبد اللہ
بن المبارک عن حنظلہ بن عبید اللہ۔ اور سنن ابن ماجہ میں بطریق
جریر بن حازم عن حنظلہ بن عبد الرحمٰن الدوسی، اور شرح معانی الآثار
امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمہ و حماد بن زید و یزید بن زریع
و ابی ہلال کلہم عن حنظلہ الدوسی انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے
قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللہِ! اَلرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ صَدِیْقَہٗ
یَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر ہم میں
سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھکے
حضور نے فرمایا، نہ: امام طحاوی کے لفظ یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ

اللہ: اَيَنْحَنِي بَعْضُنَا لِبَعْضٍ اِذَا الْتَقَيْنَا قَالَ لَا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ملتے وقت ہم ایک دوسرے کے لئے جھکیں۔ حضور نے فرمایا: نہ۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

(نوع دوم) قبر کی طرف سجدہ کرنے کی ممانعت

حدیث بست و چہارم: امام احمد و امام مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و امام طحاوی ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا۔ قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔

حدیث بست و پنجم: طبرانی معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُصَلُّوْا اِلٰى قَبْرٍ وَلَا تُصَلُّوْا عَلٰى قَبْرٍ۔ نہ قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو اور نہ قبر پر نماز پڑھو۔ تیسیر میں ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حدیث بست و ششم: صحیح ابن حبان میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَى الْقُبُوْرِ۔ قبروں کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ علامہ مناوی نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث بست و ہفتم: ابو الفرج کتاب العلل میں بطریق رشدین بن کریب عن ابیہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اَلَا لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ اِلٰى اَحَدٍ وَلَا اِلٰى قَبْرٍ۔ خبردار ہرگز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں منہ کرے اور نہ کسی قبر کی طرف۔ وفیہ جبارۃ عن مندل عن رشدین۔

حدیث بست و ہشتم: امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقًا و امام احمد و عبد الرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و وکیع بن الجراح و ابونعیم استاذ امام بخاری و ابن منیع مسندًا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رأنی عمر

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ اَنَا اُصَلِّیْ اِلٰی قَبْرٍ فَقَالَ اَلْقَبْرُ اَمَامَکَ فَنَھَانِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِلَوَکِیْعٍ قَالَ لِیْ اَلْقَبْرُ لَا تُصَلِّ اِلَیْہِ وَفِیْہِ رِوَایَۃُ الْفَضْلِ بْنِ دُکَیْنٍ فَنَادَاہُ اَلْقَبْرُ اَلْقَبْرُ فَتَقَدَّمَ وَصَلّٰی وَجَاوَزَ الْقَبْرَ مجھے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھا، فرمایا تمہارے آگے قبر ہے اس کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھ، اور وکیع کی ایک روایت میں ہے، کہ مجھے فرمایا قبر کی طرف نماز نہ پڑھ، اور فضل بن دکین کی روایت میں ہے، کہ آپ نے آواز دی قبر ہے، قبر سے بچو، اس کی طرف منہ کر کے نہ نماز پڑھو، یہ نمازی ہیں قدم اٹھا کر قبر سے آگے ہو گئے۔

حدیث بست و سوم، احمد بخاری مسلم نسائی ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اُدْخُلُوْا عَلَیَّ اَصْحَابِیْ فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ وَھُوَ مُتَقَنِّعٌ بِبُرْدٍ مَعَافِرِیٍّ فَکَشَفَ الْقِنَاعَ ثُمَّ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا کہ میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ، حاضر ہوئے، حضور نے روئے انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا یہود و نصارٰی پر اللہ تعالٰی کی لعنت، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں۔

حدیث سی و چہارم، امام احمد و طبرانی بسند جید عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِکُھُمُ السَّاعَۃُ وَھُمْ اَحْیَاءٌ وَمَنْ یَّتَّخِذُ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ بے شک سب لوگوں سے بدتروں میں وہ لوگ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ لوگ کہ قبروں کو جائے سجود ٹھہراتے ہیں۔

حدیث سی و پنجم، عبد الرزاق مصنف میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فرماتے ہیں مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، بدتر لوگوں میں ہیں وہ کہ قبروں کو محلِ سجود قرار دیں۔

حدیث سی و ششم و سی و ہفتم: صحیح مسلم ابن جندب اور معجم طبرانی میں کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِخَمْسٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ، میں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبردار، تم سے اگلے اپنے انبیاء اولیاء کی قبروں کو محلِ سجدہ قرار دیتے تھے، خبردار! تم نے ایسا نہ کرنا، ضرور میں تمہیں اس سے منع فرماتا ہوں۔

تنبیہ: شرح منتقی میں حدیث جندب پر کہا۔ اس کے مانند مضمون طبرانی نے بسند جید زید بن ثابت اور بزار نے مسند میں ابو عبیدہ بن الجراح اور ابن عدی نے کامل میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ اس کے ثبوت پر تین حدیثیں اور ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث سی ہشتم: عقیلی بطریق سہل ابن ابی صالح عن ابیہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ الٰہی! میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا، اللہ تعالیٰ کی لعنت اُن پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجدیں کر لیں۔

حدیث سی و نہم: امام مالک موطا میں عطاء بن یسار سے مرسلاً اور بزار مسند میں بطریق عطاء بن یسار ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ

لہ ذکرہ کالموصل الاتی بعدہ الزرقانی علی المؤطا ۱۲ منہ

عنہ سے موصولاً راوی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰے قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِہِمْ مَسَاجِدَ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب اُس قوم پر سخت ہُوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محلِّ سجدہ ٹھہرایا۔

حدیث چہلم۔ عبد الرزاق مصنّف میں عمرو بن دینار سے مرسلاً راوی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم نے فرمایا کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِہِمْ مَسَاجِدَ فَلَعَنَہُمُ اللّٰهُ تَعَالٰے۔ بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محلِّ سجدہ کر لیا۔ تو اللہ تعالےٰ عزّ و جلّ نے اُن پر لعنت فرمائی۔ و العیاذ باللہ تعالےٰ۔

افادہ۔ علامہ قاضی بیضاوی پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر مُلّا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کَانَتِ الْیَہُوْدُ وَ النَّصَارٰی یَسْجُدُوْنَ لِقُبُوْرِ اَنْبِیَائِہِمْ وَ یَجْعَلُوْنَہَا قِبْلَةً وَ یَتَوَجَّہُوْنَ فِی الصَّلٰوةِ نَحْوَہَا فَقَدِ اتَّخَذُوْہَا اَوْثَانًا فَلِذٰلِکَ لَعَنَہُمْ وَ مَنَعَ الْمُسْلِمِیْنَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِکَ۔ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے۔ اور اُنہیں قبلہ بنا کر نماز میں اُن کی طرف مُنہ کرتے تو اُنھوں نے اُن کو بُت بنا لیا۔ لہٰذا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُن پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اِس سے منع فرمایا۔

مجمع بحار الانوار میں ہے کَانُوْا یَجْعَلُوْنَہَا قِبْلَةً یَسْجُدُوْنَ اِلَیْہَا فِی الصَّلٰوةِ کَالْوَثَنِ۔ مزاراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں اُن کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بُت۔

تیسیر نیز سراج منیر شروح جامع صغیر میں ہے اَیْ اِتَّخَذُوْہَا جِہَةَ قِبْلَتِہِمْ۔ مرادِ حدیث یہ ہے کہ انھوں نے مزارات کو سمتِ سجدہ بنا لیا۔

زواجر امام ابن حجر کی تنبیہ ہے اِتِّخَاذُ الْقُبُوْرِ مَسْجِدًا مَعْنَاہُ الصَّلٰوةُ عَلَیْہِ اَوْ اِلَیْہِ۔ قبروں کو محلِّ سجدہ بنا لینے کے یہ معنے ہیں کہ اُن پر یا اُن کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھی جائے۔

علامہ توریشتی نے شرح مصابیح میں دونوں صورتیں لکھی ہیں اَحَدُھُمَا کَانُوْا یَسْجُدُوْنَ لِقُبُوْرِ الْاَنْبِیَآءِ تَعْظِیْمًا لَّھُمْ وَ قَصْدَ الْعِبَادَۃِ۔ ثَانِیْھُمَا اَلتَّوَجُّہُ اِلٰی قُبُوْرِھِمْ فِی الصَّلٰوۃِ ؛ ایک یہ کہ بقصد عبادت قبور انبیاء کو سجدہ کرتے ، دوسرے یہ کہ اُن کی طرف سجدہ کرتے ، پھر فرمایا وَکِلَا الطَّرِیْقَیْنِ غَیْرُ مَرْضِیَّۃٍ ، دونوں صورتیں ناپسند ہیں ۔

شیخ محقق لمعات میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں : وَفِیْ شَرْحِ الشَّیْخِ اَیْضًا مِثْلُہٗ ۔

شرح امام ابن حجر مکی میں بھی یوں ہی ہے ، تو ظاہر کہ قبر کو سجدہ اور قبر کی طرف سجدہ ، دونوں حرام ، اور اِن احادیث کی تحت میں داخل ہیں ، اور دونوں کو وہ سخت وعیدیں شامل ۔

اقول ، بلکہ صورت دوم اظہر و ارجح ہے ، یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں ، ولہذا علماء نے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کہ نصاریٰ کا خلاف توحید میں ہے ، اور یہود کا صرف رسالت میں ، دُرِ مختار میں ہے اَلنَّصْرَانِیُّ شَرٌّ مِّنَ الْیَھُوْدِ فِی الدَّارَیْنِ ، رد المحتار میں بزازیہ سے ہے لِاَنَّ نِزَاعَ النَّصَارٰی فِی الْاِلٰھِیَّاتِ وَ نِزَاعَ الْیَھُوْدِ فِی النُّبُوَّاتِ : لاجرم محرم مذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا میں صورت دوم کے داخل وعید و مشمول حدیث ہونے کی طرف صاف اشارہ فرمایا ، باب وضع کیا باب القبر یتخذ مسجدا او یصلی الیہ اور اس میں یہی حدیث ابو ہریرہ لائے قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

لہ عزاہ خاتم الحفاظ فی الدر المنثور لابن ابی شیبۃ و فی الجامع الکبیر بعبد بن حمید و فی مناہل الصفاء للبقیۃ ۱۲ منہ

فصل سوم

ڈیڑھ سو ۱۵۰ نصوصِ فقہ سے سجدۂ تحیت حرام ہونے کا ثبوت

اور وہ بھی دو ۲ نوع ہے

نوعِ اوّل تین قسم ہے۔ قسمِ اوّل: نفسِ سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کیلئے مطلقاً حرام ہے۔

اقول: تحریم مُتَّفَقٌ عَلَیْہ ہے۔ اور اسی قدر ہمارا مقصود۔ اور تکفیر میں عبارات چھ طور پر آئیں گی۔

(۱) غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے۔ اس کا ظاہر اطلاق ہے۔

(۲) غیر خدا کو سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ اس میں تصریحِ اطلاق ہے۔

(۳) بحالِ اکراہ کفر نہیں۔ ورنہ کفر قید اوّلین میں بھی ضروری ہے

(۴) غیر کی نیت سے کفر۔ اور اللہ عزّ و جلّ کے لئے نیت ہو، یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں۔

(۵) بہ نیتِ عبادت کفر اور بہ نیت تحیت کفر نہیں۔ اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی غیر اللہ کی طرف۔

(۶) اصلاً کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہ ہو۔ اور یہی صحیح و معتمد و حق و معتقد ہے۔ اور باقی کفر صوری وغیرہ سے مؤوّل و باللہ التوفیق۔

نص (۱) تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی جلد اوّل صہ ۲۰۲۔

(۲) غنیۃ المستملی محقق ابراہیم حلبی صہ ۲۶۶۔

(۳) فتح المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری جلد اوّل صہ ۲۹۰

اَلتَّوَاضُعُ نِہَایَتُہٗ تُوْجَدُ فِی السُّجُوْدِ وَلِہٰذَا لَوْ سَجَدَ لِغَیْرِ اللہِ تَعَالٰی یَکْفُرُ۔ تواضع کا ختم سجدے پر ہے، اس لئے غیر خدا کو سجدہ کفر ہے۔

نص (۴) نصاب الاحتساب قلمی باب ۴۹،

نص (۵) کفایہ شعبی سے إِذَا سَجَدَ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى يَكْفُرُ لِأَنَّ وَضْعَ الْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ لَا يَجُوْزُ إِلَّا لِلّٰهِ تَعَالَى؛

غیر خدا کو سجدہ کرے تو کافر ہے، کہ زمین پر پیشانی رکھنا دوسرے کے لئے جائز نہیں،

نص (۶) مبسوط امام جلیل شمس الائمہ سرخسی ۔

نص (۷) اسی سے جامع الرموز ص۵۳۵ مَنْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ التَّعْظِيْمِ كَفَرَ؛ غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کرنے والا کافر ہے،

نص (۸) منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص۲۳۵،

اقول: وَضْعُ الْجَبِيْنِ أَقْبَحُ مِنْ وَضْعِ الْخَدِّ فَيَنْبَغِيْ أَنْ لَّا يَكْفُرَ إِلَّا لِوَضْعِ الْجَبِيْنِ دُوْنَ غَيْرِهٖ لِأَنَّ هٰذِهٖ سَجْدَةٌ مُّخْتَصَّةٌ لِلّٰهِ تَعَالَى؛
میں کہتا ہوں کہ زمین پر ماتھا رکھنا رخسارہ رکھنے سے بھی بدتر ہے تو چاہئے کہ اسی میں کفر ہو، نہ اور میں کہ یہ سجدہ ہے کہ اللہ عزّ وجل کے لئے خاص ہے

اقول: أَوَّلًا إِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ كُفْرٌ وَلَوْ لَمْ يَزِدْ عَلَى تَقْبِيْلِ أَرْضٍ أَوْ إِنْحِنَاءٍ بَلْ بِمُجَرَّدِ النِّيَّةِ وَإِلَّا فَلَا كُفْرَ فِي الْمُعْتَمَدِ وَهُوَ الْحَقُّ الْمُعْتَقَدُ وَثَانِيًا الْجَبِيْنُ إِحْدٰى جَانِبَيِ الْجَبْهَةِ وَهُمَا جَبِيْنَانِ وَإِنَّمَا السُّجُوْدُ وَضْعُ الْجَبْهَةِ فَلْيَتَنَبَّهْ،

نص (۹) شرح نقایہ علامہ قہستانی ص۵۳۵،

نص (۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد۲ ص۲۲۰، دونوں فتاوے ظہیریہ سے

نص (۱۱) ردّ المحتار علامہ شامی جلد۵ ص۳۰۸ جامع الرموز سے يَكْفُرُ بِالسَّجْدَةِ مُطْلَقًا؛ غیر خدا کو سجدے سے مطلقاً کافر ہو جائیگا،

اقول: امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزمی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے، کہ بعض نے مطلقاً کافر کہا، كَمَا سَيَأْتِيْ مجمع الانہر و شامی دونوں کے مستند نقل علامہ قہستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی ان سے اوثق ہیں لہٰذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا،

نص (۱۲) غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ قبیل فصل من البیع اَمَّا السُّجُوْدُ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَھُوَ کُفْرٌ اِذَا کَانَ مِنْ غَیْرِ اِکْرَاہٍ غیر خدا کو بلا اکراہ سجدہ کفر ہے "

نص (۱۳) منح الروض ص۲۳۵ وَلَوْ سَجَدَ بِغَیْرِ الْاِکْرَاہِ یَکْفُرُ عِنْدَھُمْ بِلَاخِلَافٍ ؛ اگر بلا اکراہ سجدہ کیا تو باتفاق علماء کافر ہو جائیگا

اقول ، دعوٰے اتفاق بے محل ہے ، اولاً بلکہ صحیح و مختار وہی تفصیل نیت عبادت و تحیت ہے ۔ جن پر نصوص کثیرہ مطلقاً قریب آتے ہیں ؛ ثانیاً اجلّہ اکابر نے خاص صورت عدم اکراہ میں بھی سجدۂ تحیت کفر نہ ہونے کی تصریحیں فرمائیں ، فتاوٰے کبرٰے ، پھر خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ نیز واقعات امام صدر شریعہ پھر خود یہی غایۃ البیان محل مذکور میں مسئلہ اکراہ لکھ کر فرمایا فَھٰذَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ السُّجُوْدَ بِنِیَّۃِ التَّحِیَّۃِ اِذَا کَانَ خَائِفًا لَا یَکُوْنُ کُفْرًا فَعَلٰی ھٰذَا وَ الْقِیَاسُ مَنْ سَجَدَ عِنْدَ السَّلَاطِیْنِ عَلٰی وَجْہِ التَّحِیَّۃِ لَا یَصِیْرُ کَافِرًا ؛ جامع الفصولین جلد دوم ، بعد مسئلہ اکراہ ہے فَھٰذِہٖ تُؤَیِّدُ مَا مَرَّ اَنَّ مَنْ سَجَدَ لِلسُّلْطَانِ تَکْرِیْمًا لَا یَکْفُرُ ، ثالثاً خود علی قاری کی عبارت آتی ہے کہ روضہ انور کے سجدے کو صرف حرام کہا ، نہ کہ کفر ، رابعاً بلکہ نص ۲۷ میں وہی کہیں گے کہ بعض علماء نے تکفیر کی ، اور ظاہر تر عدم تکفیر ہے ، پھر اتفاق در کنار ، وہ قول راجح بھی نہیں ضعیف و مرجوح ہے "

نص (۱۴) امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص۵۵ عُلِمَ مِنْ کَلَامِھِمْ اَنَّ السُّجُوْدَ بَیْنَ یَدَیِ الْغَیْرِ مِنْہُ مَا ھُوَ کُفْرٌ وَ مِنْہُ مَا ھُوَ حَرَامٌ غَیْرُ کُفْرٍ فَالْکُفْرُ اَنْ یَّقْصِدَ السُّجُوْدَ لِلْمَخْلُوْقِ وَ الْحَرَامُ اَنْ یَّقْصِدَ لِلّٰہِ تَعَالٰی تَعْظِیْمًا بِہٖ ذٰلِکَ الْمَخْلُوْقِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّقْصِدَہٗ بِہٖ اَوْ لَا یَکُوْنُ لَہٗ قَصْدٌ ، کلام علماء سے معلوم ہوا کہ غیر کو سجدہ کبھی کفر ہے اور کبھی صرف حرام ، کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدے کا قصد کرے ، اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اس کی تعظیم ، یا یہ کہ اصلاً کچھ

نص (۱۵) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان۔

نص (۱۶) پھر ہندیہ جلد ۵ صـ ۳۶۸ و صـ ۳۶۹۔

نص (۱۷) نصاب الاحتساب باب ۴۹۔

نص (۱۸) یہ سب امام اجل فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے۔ وَ هٰذَا لَفْظُ النِّصَابِ وَهُوَ اَتَمُّ مَنْ قَبَّلَ الْاَرْضَ بَيْنَ اَيْدِى السُّلْطَانِ اَوِ الْاَمِيْرِ اَوْ سَجَدَ لَهٗ فَاِنْ كَانَ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا يَكْفُرُ وَلٰكِنْ يَصِيْرُ اٰثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيْرَةِ وَاِنْ كَانَ سَجَدَ بِنِيَّةِ الْعِبَادَةِ لِلسُّلْطَانِ اَوْ لَمْ تَحْضُرْهُ النِّيَّةُ فَقَدْ كَفَرَ۔ جس نے بادشاہ یا سردار کے سامنے زمین چومی یا اُسے سجدہ کیا، اگر بطور تحیت تھا کافر تو نہ ہوا مگر گنہگار و مرتکب کبیرہ ہوا، اور اگر پرستش بادشاہ کی نیت کی یا عبادت و تحیت کوئی نیت اُس وقت نہ تھی تو بے شک کافر ہو گیا۔

نص (۱۹) فتاویٰ امام ظہیر الدین مرغینانی۔

نص (۲۰) اُس کا مختصر للامام العینی۔

نص (۲۱) اس سے غمز العیون و البصائر صـ ۳۱۔

نص (۲۲) فتاویٰ خلاصہ قلمی قبیل کتاب الہبہ۔

نص (۲۳) اس سے منح الروض صـ ۲۳۵ وَ هٰذَا لَفْظُ الْاِمَامِ الْعَيْنِىْ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ مُطْلَقًا قَالَ اَكْثَرُهُمْ وَهُوَ عَلٰى وُجُوْهٍ اِنْ اَرَادَ بِهِ الْعِبَادَةَ كَفَرَ وَاِنْ اَرَادَ بِهِ التَّحِيَّةَ لَا يَكْفُرُ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ لَهٗ اِرَادَةٌ كَفَرَ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ۔ غیر خدا کو سجدے سے بعض نے کہا مطلقاً کافر ہے اور اکثر نے کہا اس میں کئی صورتیں ہیں، اگر اُس کی عبادت چاہی تو کافر ہے۔ اور اگر تحیت کی نیت کی تو کفر نہیں حرام ہے اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو اکثر ائمہ کے نزدیک کافر ہے۔ خلاصہ کے لفظ یہ ہیں اِمَامُ السَّجْدَةِ لِهٰؤُلَآءِ الْجَبَابِرَةِ فَهِىَ كَبِيْرَةٌ و

هَلْ يَكْفُرُ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ مُطْلَقًا وَ قَالَ بَعْضُهُمْ (وَ فِيْ نُسْخَةِ الطَّبْعِ اَكْثَرُهُمْ) اَلْمَسْئَلَةُ عَلَى التَّفْصِيْلِ اِنْ اَرَادَ بِهَا الْعِبَادَةَ يَكْفُرُ وَ اِنْ اَرَادَ بِهَا التَّحِيَّةَ لَا يَكْفُرُ قَالَ وَ هٰذَا مُوَافِقٌ لِمَا قَالَ فِيْ سِيَرِ الْفَتَاوٰى وَ الْاَصْلِ الخ. ان سلاطین کو سجدہ، گناہ کبیرہ ہے اور کافر بھی ہوگا یا نہیں، بعض نے کہا مطلقاً کافر ہو جائیگا، اور اکثر نے فرمایا، مسئلہ میں تفصیل ہے، اگر عبادت چاہی، کافر ہو جائیگا، اور اگر تحیت ہے، تو نہیں۔ اور یہی اُس مسئلہ کے موافق ہے، جو فتاویٰ کی کتاب السیر میں ہے، اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبسوط میں ہے علی قاری نے اسے یوں بالمعنےٰ نقل کیا وَ فِي الْخُلَاصَةِ مَنْ سَجَدَ لَهُمْ اِنْ اَرَادَ بِهِ التَّعْظِيْمَ اَيْ كَتَعْظِيْمِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ كَفَرَ وَ اِنْ اَرَادَ بِهِ التَّحِيَّةَ اِخْتَارَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ لَا يَكْفُرُ

اقول، وَ هٰذَا هُوَ الْاَظْهَرُ وَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ مُطْلَقًا، خلاصہ میں ہے، جس نے انہیں سجدہ کیا، اگر تعظیم کا قصد تھا یعنے مثل تعظیم الٰہی، تو کافر ہو گیا، اور اگر تحیت کا ارادہ تھا تو بعض علماء نے اختیار فرمایا کہ کافر نہ ہوگا، میں کہتا ہوں یہی ظاہر تر ہے، اور فتاویٰ ظہیریہ میں ہے، کہ بعض نے کہا مطلقاً کافر ہو جائیگا۔

اقول: لَيْسَ فِي الْخُلَاصَةِ لَفْظُ التَّعْظِيْمِ بَلِ الْعِبَادَةَ فَلَا حَاجَةَ اِلٰى اِيْرَادِهٖ ثُمَّ يُفَسِّرُهٗ بِمَا يَرْجِعُ اِلَى الْعِبَادَةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ فِيْ نُسْخَةٍ لَفْظُ التَّعْظِيْمِ كَمَا اِنَّ فِيْهَا بَعْضُهُمْ مَكَانَ اَكْثَرُهُمْ كَنُسْخَةِ الْقَلَمِ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

نص (۲۴) امام اجل صدر شہید شرح جامع صغیر میں۔

نص (۲۵) اُن سے امام سمعانی خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ میں۔

نص (۲۶) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان۔

نص (۲۷) اُس سے عالمگیریہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۸۔

نص (۲۸) جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۳۱۴۔

نص (۲۹) رمز من مجمع النوازل۔

نص (۳۰) مرموز جز یعنے وجیز المحیط سے۔

نص (۳۱) جامع الرموز صـــ۳۸۵۔

نص (۳۲) محیط۔

نص (۳۳) جامع الفصولین صـــ۳۱۴۔

نص (۳۴) مجمع الانہر جلد ۲ صـــ۲۲۰ اور یہ لفظ امام صدر شہید کے ہیں۔ مَنْ قَبَّلَ الْاَرْضَ بَیْنَ یَدَیِ السُّلْطَانِ اَوْ اَمِیْرٍ اَوْ سَجَدَ لَهٗ فَاِنْ کَانَ عَلٰی وَجْهِ التَّحِیَّةِ لَا یَکْفُرُ وَ لٰکِنِ ارْتَکَبَ الْکَبِیْرَةَ۔ جس نے بادشاہ یا کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اُسے سجدہ کیا، اگر بطور تحیت ہو کافر نہ ہوگا۔ ہاں اگر مرتکب کبیرہ ہوا۔ جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں لَا یَجُوْزُ فَاِنَّهٗ کَبِیْرَةٌ زمین بوسی و سجدۂ تحیت ناجائز و کبیرہ ہیں۔ جواہر و ہندیہ میں یوں ہے لَا یَکْفُرُ وَلٰکِنْ یَأْثَمُ بِارْتِکَابِهِ الْکَبِیْرَةَ هُوَ الْمُخْتَارُ یعنے مذہب مختار میں زمین بوسی و سجدۂ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا، مگر مجرم ہوگا۔ کہ اُس نے گناہ کبیرہ کیا۔ جامع الفصولین کے لفظ دوم یہ ہیں اِثْمٌ لَوْ سَجَدَ عَلٰی وَجْهِ التَّحِیَّةِ لِارْتِکَابِ مَا حَرُمَ۔ سجدۂ تحیت سے گنہگار ہوگا کہ اُس نے حرام کا ارتکاب کیا۔ مجمع الانہار کے لفظ یہ ہیں مَنْ سَجَدَ لَهٗ عَلٰی وَجْهِ التَّحِیَّةِ لَا یَکْفُرُ وَ لٰکِنْ یَصِیْرُ اٰثِمًا مُرْتَکِبًا لِلْکَبِیْرَةِ۔ سجدۂ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا۔ ہاں گنہگار و مرتکب گناہ کبیرہ ہوگا۔

نص (۳۵) در مختار کتاب الحظر قبیل فصل البیع۔

نص (۳۶) مجمع الانہار محل مذکور وَهَلْ یَکْفُرُ اِنْ عَلٰی وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِیْمِ کَفَرَ وَ اِنْ عَلٰی وَجْهِ التَّحِیَّةِ لَا وَصَارَ اٰثِمًا مُرْتَکِبًا لِلْکَبِیْرَةِ۔ اس سے بھی کافر ہوگا یا نہیں۔ اگر بروجہ عبادت و تعظیم کرے تو کافر ہے۔ اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کافر نہیں مجرم و مرتکب کبیرہ ہے۔

نص (۳۷) علامہ ابن عابدین جلد ۵ صـــ۳۸۵ کلام مذکور در بر تَلْفِیْقِ الْقَوْلَیْنِ

قَالَ الزَّیْلَعِیُّ وَ ذَکَرَ الصَّدْرُ الشَّهِیْدُ اِنَّهٗ لَا یَکْفُرُ بِهٰذَا السُّجُوْدِ لِاَنَّهٗ یُرِیْدُ بِهِ التَّحِیَّةَ وَ قَوْلُ شَمْسِ الْاَئِمَّةِ السَّرْخَسِیْ اِنْ کَانَ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی وَجْهِ التَّعْظِیْمِ کُفْرٌ یعنے یہاں دو قول تھے، ایک یہ کہ سجدۂ تعظیمی کفر ہے، امام شمس الائمہ سرخسی کا یہی قول ہے، دوسرا یہ کہ سجدۂ تحیت کفر نہیں، امام صدر شہید کا یہی مختار ہے، شارح نے دونوں کا ایک ایک حصّہ لے کر یہ تفصیل کی، کہ اگر تعظیم مقصود ہو تو کفر، اور اگر تحیت مقصود ہو، تو نہیں۔

اقول، وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔ امام صدر شہید صرف نفی کفر فرماتے ہیں، سجدۂ تحیت کے گناہ کبیرہ ہونے کی خود تصریح فرمائی کہ نص ۲۰ میں گزری اور تعظیم سے کبھی مطلق مراد لیتے یاں معنے تحیت بھی تعظیم ہے، خصوصاً تحیت عظماً نص ۲۵ میں امام فقیہ النفس سے آتا ہے کہ تحیت و تعظیم کو ایک صورت کہا اور عبادت کے مقابل لیا، اور کبھی خاص تعظیم مثل تعظیم الٰہی مراد لیتے ہیں جیساکہ نص ۳۱ میں منح الروض سے گزرا، اس وقت وہ مساوی عبادت ہے، اس کی نظیر دو قسم میں خود صاحب درمختار کی درمنتقے سے آتی ہے کہ تعظیم کو تحیت کے مقابل لیا، قول شمس الائمہ میں یہی مراد ہے، تو یہ تلفیق نہیں توفیق ہے۔

نص (۳۸) کتاب الاصل للامام محمد۔ **نص** (۳۹) فتاوی کتاب السیر۔

نص (۴۰) ان دونوں سے فتاویٰ خلاصہ قلمی آخر کتاب الفاظ الکفر۔

نص (۴۱) فتاویٰ غیاثیہ ص۱۰۲۔ **نص** (۴۲) محیط۔

نص (۴۳) اس سے شرح فقہ اکبر ص۲۳۵۔ **نص** (۴۴) نصاب الاحتساب باب ۴۹

نص (۴۵) وجیز امام کردری جلد ۲ ص۳۴۳۔ **نص** (۴۶) اختیار شرح مختار۔

نص (۴۷) اس سے علامہ شیخی زادی شارح ملتقے جلد ۲ ص۵۲۰ اِذَا قَالَ اَهْلُ الْحَرْبِ[1] لِمُسْلِمٍ اُسْجُدْ لِلْمَلِكِ وَ اِلَّا قَتَلْنَاكَ۔ فَالْاَفْضَلُ

---

[1] ھٰهُنَا تَنْبِیْهَاتٌ زِدْنَا مِنْهَا فَاَقُوْلُ اَوَّلًا وَ قَعَ فِیْ نُسْخَتِیْ الْوَجِیْزِ ضَرُوْرَةُ مَکَانِ صِیْرَةِ اِذْ

لَا يَسْجُدُ لِاَنَّ هٰذَا كُفْرٌ صُوْرَةً وَ الْاَفْضَلُ اَنْ لَّا يَاْتِيَ بِمَا
هُوَ كُفْرٌ صُوْرَةً وَاِنْ كَانَ فِيْ حَالَةِ الْاِكْرَاهِ : جب حربی کافر

المعنى لا یاتی لاضطراره بما هو کفر فیکون قوله ضرورة مکان قولهم وان کان فی حالة الاکراه وثانیاً الثلاثة الاخیرون ترکوا لفظ صورة کالوجیز علی تلک النسخة وهو ان ترک صورة مغنٍ بمعنی ضرورة لما علمت ان لاکفر حقیقتاً بالاکراه ومن الدلیل علیه قول مجمع الانهر عن الاختیار متصلاً به ولو سجد عند السلطان علی وجه التحیة لایصیر کافراً اه وقول الوجیز فی مسئلة متصلاً به کفر عند بعض المشائخ اه وثالثاً ههنا سقط شدید فی نسخة الخلاصة المطبوعة اذ کتب بعد قوله المار فی نمرة ۱۹ وان اراد به التحیة لایکفر قوله والافضل ان لایاتی بما هو کفر صورة اه فیتوهم الجاهل ان السجدة لیست الا خلاف الاصل کیف یستقیم هذا مع صدر کلامه هی کبیرة والعبارة الصحیحة التامة ما نقلنا ثمه ثم ذکر تلک المسئلة المستشهد بها المذکورة فی سیر الفتاوی والاصل فقال اذا قیل لمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالافضل ان لایسجد لانه کفر والافضل ان لایاتی بما هو کفر صورة اه فسقط کل هذا من نسخة الطبع من قوله قال وهذا موافق الی قوله والافضل فلیعلم ود ابعا عزا المسألة فی الغیاثیة ونصاب الاحتساب ومنح الروض عن المحیط الی واقعات الناطفی وفیه اختصار بل اقتصار وذلک لان الناطفی ذکر کمثل ما یاتی فی نمرة ۵۷ الی ۵۵ صورتین حکم فی احدهما بان الافضل ان لایسجد لانه کفر صورة و فی الاخری وهی ما اذکر هو علی سجدة التحیة بان الافضل ان یسجد والنقلة الثلثة حذفوا الصورة الاخری فعم الحکم باطلاقه الصورتین واما عبارة الناطفی کما فی غایة البیان عن واقعات الامام الصدر الشهید عن المسائل عن واقعات الناطفی هکذا اذا قیل لمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالافضل ان لایسجد لانه کفر والافضل ان لایاتی بما هو کفر صورة وان کان فی حالة الاکراه وان کان السجود سجود التحیة فالافضل ان یسجد لانه ولیس بکفر وهذا دلیل علی ان السجود بنیة التحیة اذا کان خائفاً لایکون کفراً فعلی هذا القیاس لایصیر من سجد عند السلطان علی وجه التحیة کافراً اه قال الاتقانی الی هنا لفظ الواقعات اه اقول فعلی هذا التفصیل تخصیص کونه کفرا صورة بما اذا لم قال الافضل ان لایسجد لانه کفر فلا یاتی بما هو کفر ضرورة کما قلنا فی الاکراه علی اجراء کلمة الکفر اه وهذا تصحیف صورة بشهادة اصله الخلاصة وسائر الکتب و ان لم یکن متعلق بما یاتی لانا ظر الی کفر وکیف یکون اذا بالاکراه کفرا ضرورة بل

کسی مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ کر۔ ورنہ ہم تجھ کو قتل کر دیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے کہ یہ صورۃً کفر ہے، اور صورت کفر سے بچنا بہتر، اگرچہ حالت اکراہ ہو۔

نص (۴۸) فتاویٰ امام قاضی خاں جلد ۴ صـ۳۷۸۔ **نص** (۴۹) اس سے فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ صـ۳۶۸۔ **نص** (۵۰) نیز اشباہ و النظائر قلمی فن اوّل قاعدہ ثانیہ۔ **نص** (۵۱) اس سے حدیقہ ندیہ امام عارف باللہ نابلسی جلد اوّل صـ۳۸۱۔ **نص** (۵۲) خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ۔ **نص** (۵۳) فتاویٰ کبریٰ سے۔ **نص** (۵۴) واقعات امام ناطفی۔ **نص** (۵۵) اس سے عیون المسائل۔ **نص** (۵۶) اس سے واقعات امام صدر شہید باب الیمین للعیدین برمز و للواقعات۔ **نص** (۵۷) اس سے غایۃ البیان علامہ اتزاری قلمی کتاب الکراہیت محل مذکور۔

نص (۵۸) واقعات ناطفی سے جامع الفصولین جلد دوم صـ۳۱۴ لَوْ قَالَ لِلْمُسْلِمِ اُسْجُدْ لِلْمَلِكِ وَ اِلَّا قَتَلْنَاكَ قَالُوْا اِنْ اَمَرُوْهُمْ بِذٰلِكَ لِلْعِبَادَةِ فَالْاَفْضَلُ لَهٗ اَنْ لَّا يَسْجُدَ كَمَنْ اُكْرِهَ عَلٰى اَنْ يَّكْفُرَ كَانَ

یامرہ بسجود التحیۃ ای بل امرہ بسجود العبادۃ خاصۃ اوطلقوا کما ھو مفاد اطلاق الواقعات الصورۃ المقابلۃ السجود التحیۃ مستند الی نزع دقیق وھو ان السجود ظاھر العبادۃ فاذا اطلقوا کان الظاھر طلب الکفر فکیف اذا نصوا علی العبادۃ فان فعل کان اٰتیا بما ھو کفر صورۃ اذ لاحقیقۃ مع الاکراہ مادام قلبہ مطمئنا بالایمان فالافضل ان یصبر اما اذا صرحوا بطلب سجود التحیۃ ولیس بکفر لم یکن الاکراہ علی الکفر فان فعل لم یات بالکفر معنی ولاصورۃ فالافضل حفظ المھجۃ واما علی طریقۃ ھؤلاء الذین ترکوا الصورۃ الاخیرۃ ومثلھم نص الاصل وغیرہ لسبعۃ الباقین فاقول ومنزعان الاول ان السجدۃ کفر مطلقا لکن لا کفر حقیقۃ مع الاکراہ صورۃ کفر فالافضل ان لایاتی بھا مطلقا والثانی ان لاکفر الا بسجود العبادۃ ومعلوم ان المکرہ المطمئن قلبہ بالایمان لاینویھا فلایکون کفرا حقیقۃ غیرہ ان السجدۃ کیف کانت ولو بنیۃ تحیۃ اوابدان نیۃ انما تقع علی صورۃ کفر اذ لاصورۃ کفر اذ لافرق فی الصورۃ ھھنا بین سجود العبادۃ فالافضل ان لایاتی بھا مطلقا والی ھذا المنزع الثانی ذھب الامام صاحب الخلاصۃ ثم البزازی اذجعلا ھذہ المسئلۃ فی الاصل نفتا ومؤیدہ لان سجود التحیۃ لیس بکفر ھکذا ینبغی ان تفھم کلمات العلماء الکرام والحمد للہ ولی الانعام ۱۲ منہ

الصَّبْرُ اَفْضَلُ وَاِنْ اَمَرَهُمْ بِالسُّجُوْدِ لِلتَّحِيَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ لَا الْعِبَادَۃِ فَالْاَفْضَلُ لَہٗ اَنْ یَّسْجُدَ۔ اگر کافر نے مسلمان سے کہا کہ بادشاہ کو سجدہ کر، ورنہ تجھ کو قتل کر دیں گے۔ علماء نے فرمایا اگر کافر اس سے سجدۂ عبادت کو کہہ رہا ہے، تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے۔ جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے، اور اگر سجدۂ تحیت کو کہہ رہا ہے، تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کرکے اپنی جان بچا لے۔

اقول: ان دس عبارات نے روشن کیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سور کھانے سے بدتر ہے۔ ان میں یہ حکم کہ اگر قتل بلکہ قطع عضو بلکہ ضرب شدید ہی کی تخویف سے ان کے کھانے پینے پر اکراہ کیا جائے تو کھانا پینا فرض ہے۔ ورنہ گنہگار ہوگا۔ عالمگیری میں ہے اِذَا اَخَذَ رَجُلًا وَقَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ اَوْ لَتَاْکُلَنَّ لَحْمَ ھٰذَا الْخِنْزِیْرِ یَفْتَرِضُ عَلَیْہِ التَّنَاوُلَ۔ دُرمختار میں ہے اُکْرِہَ عَلٰی اَکْلِ لَحْمِ خِنْزِیْرٍ بِقَتْلٍ اَوْ قَطْعِ عُضْوٍ اَوْ ضَرْبٍ مُبَرِّحٍ فُرِضَ فَاِنْ صَبَرَ فَقُتِلَ اَثِمَ۔ لیکن یہاں اگر قتل سے بھی اکراہ ہو تو سجدہ تحیت کر لینا صرف افضل کہا، فرض کیسا، واجب بھی نہ کہا یعنی جائز یہ بھی کہ قتل ہو جائے اور سجدہ تحیت نہ کرے۔ اگرچہ جان بچا لینا بہتر ہے، تو ظاہر ہوا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت شراب پینے اور سور کھانے سے بھی بدتر ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اور ہوا ہی چاہیے کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر خدا کی مشابہت نہیں۔ نہ اسے بلا استحلال کسی نے کفر کہا۔ بخلاف سجدۂ تحیت کہ ایک جماعت علماء سے اس پر حکم تکفیر آیا، اور اس کا دوسرے کے لئے واحد قہار عزّ جلالہٗ کے حق پر دست اندازی ہے۔ آدمی دین و انصاف رکھتا ہو تو یہی عبارات اس کی ہدایت کو بس ہیں وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

نص (۵۹) علمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹۔ **نص (۶۰)** فتاویٰ غرائب سے لَا یَجُوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ سجدہ غیر خدا کے لئے جائز نہیں۔

نص (۶۱) اکلیل امام جلیل خاتم الحفاظ سے فصل اول میں گزرا

فِیْہِ تَحْرِیْمُ السُّجُوْدِ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی : اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ حرام ہے ۔ **نص** (۶۲) نصاب الاحتساب باب ۴۹ ۔ **نص** (۶۳) ایک تابعی جلیل سے کہ اکابر تابعین طبقۂ اولٰے خلافت فاروقی کے مجاہدین سے تھے اِنَّ السُّجُوْدَ فِیْ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی : بے شک محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے دین میں اللہ عزّ و جل کے سواء سجدہ کسی کے لئے حلال نہیں ۔ **نص** (۶۴) طریقہ محمدیہ قلمی نوع سیزدہم آفات قلب میں تذلل کو حرام بتا کر فرمایا وَمِنْہُ السُّجُوْدُ وَالرُّکُوْعُ وَالْاِنْحِنَاءُ لِلْکُبَرَاءِ عِنْدَ الْمُلَاقَاتِ وَالسَّلَامِ وَرَدِّہٖ : اسی حرام فروتنی سے ہے ، بزرگوں کو ملتے اور انہیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انہیں سجدہ یا اُن کے لئے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک جھکنا ۔ **نص** (۶۵) منح الروض ص۲۲۷ اَلسَّجْدَۃُ حَرَامٌ لِغَیْرِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی : غیر خدائے سُبحانہٗ و تعالٰے سجدہ حرام ہے ۔

نص (۶۶) روضہ امام اجل ابو زکریا نووی ۔ **نص** (۶۷) پھر امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص۱۳ مَا یَفْعَلُہٗ کَثِیْرُوْنَ مِنَ الْجَھَلَۃِ الظَّالِمِیْنَ مِنَ السُّجُوْدِ بَیْنَ یَدَیِ الْمَشَائِخِ فَاِنَّ ذٰلِکَ حَرَامٌ قَطْعًا بِکُلِّ حَالٍ سَوَاءٌ کَانَ لِلْقِبْلَۃِ اَوْ لِغَیْرِھَا وَسَوَاءٌ قَصَدَ السُّجُوْدَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَوْ غَفَلَ وَفِیْ بَعْضِ صُوَرِہٖ مَا یَقْتَضِی الْکُفْرَ عَافَانَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِکَ : وہ جو بہت ظالم جاہل پیروں کو سجدہ کرتے ہیں ، یہ ہر حال میں حرام قطعی ہے ، چاہے قبلہ کی جانب ہو یا اور طرف ، اور چاہے خدا کو سجدہ کی نیّت کرے یا اس نیّت سے غافل ہو ، پھر اس کی بعض صورتیں تو مقتضی کُفر ہیں ، اللہ تعالٰے ہمیں اس سے پناہ دے ، آمین ۔

نص (۶۸) اعلام ص۵ قَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ سُجُوْدَ جَھَلَۃِ الصُّوْفِیَّۃِ بَیْنَ یَدَیْ مَشَائِخِھِمْ حَرَامٌ وَفِیْ بَعْضِ صُوَرِہٖ مَا یَقْتَضِی الْکُفْرَ بے شک ائمہ نے تصریح فرمائی کہ پیروں کو سجدہ کہ جاہل صوفی

کرتے ہیں حرام ہے، اور اس کی بعض صورتیں حکم کفر لگاتی ہیں ،،

نص (۶۹) غایۃ البیان قلمی شرح ہدایہ للعلامۃ الاتقانی محل مذکور بحث سجدہ میں "وَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْجُہَّالِ مِنَ الصُّوْفِیَّۃِ بَیْنَ یَدَیْ شَیْخِہِمْ فَحَرَامٌ مَحْضٌ أَقْبَحُ الْبِدَعِ فَیُنْہَوْنَ عَنْ ذٰلِکَ لَا مَحَالَۃَ" سجدہ کہ بعض جاہل صوفی اپنے پیر کے سامنے کرتے ہیں نرا حرام ہے اور سب سے بدتر بدعت ہے ، وہ جبراً اس سے باز رکھے جائیں ،،

نص (۷۰) وجیز امام حافظ الدین محمد بن محمد کروری جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ "وَبِہٰذَا عُلِمَ اَنَّ مَا یَفْعَلُہُ الْجَہَلَۃُ بِطَوَاغِیْتِہِمْ وَیُسَمُّوْنَہٗ پائے گاہ کُفْرٌ عِنْدَ بَعْضِ الْمَشَائِخِ وَکَبِیْرَۃٌ عِنْدَ الْکُلِّ فَلَوْ اِعْتَقَدَہَا مُبَاحَۃً لِشَیْخِہٖ فَہُوَ کَافِرٌ۔ وَاِنْ اَمَرَہٗ شَیْخُہٗ بِہٖ وَرَضِیَ بِہٖ مُسْتَحْسِنًا لَہٗ فَالشَّیْخُ النَّجْدِیُّ اَیْضًا کَافِرٌ اِنْ کَانَ قَدْ اَسْلَمَ فِیْ عُمْرِہٖ" یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے ہیں اور اُسے پائے گاہ کہتے ہیں ، بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے ، اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے ، پس اگر اُسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو کافر ہے ، اور اگر اُس کے پیر نے اُسے سجدہ کا حکم کیا ، اور اُسے پسند کرکے اُس پر راضی ہوا ، تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا ، اگر کبھی وہ مسلمان تھا بھی ،

اقول یعنے ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لئے سجدے کے خواہشمند غالباً شرع سے آزاد بے قید و بند ہوتے ہیں ، یوں تو آپ ہی کافر ہیں ، اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے ، تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کر اب ہوئے ، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، یہ نفس سجدۂ تحیت کے حکم میں ستر نص ہیں ، کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لئے ہے ، اور اُس کے غیر کے لئے مطلقاً کسی نیت سے ہو ، حرام حرام حرام کبیرہ کبیرہ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ تَعْزِیْزًا وَتَعْزِیْرًا اٰمِیْن ،،

قسم دوم: سجدہ تو سجدہ زمین بوسی حرام ہے۔ اس پر ۱۵ نص قسم اول میں تھے: ۱۵ تا ۱۸ و ۲۴ تا ۲۷ و ۳۵ و ۳۶، کہ دونوں اصالتاً دربارہ تقبیلِ ارض ہیں۔ ۲۶، اور سنیئے کہ مجموع ۸۶ نص ہوں:

نص (۷۱) جامع صغیر امام کبیر۔ نص (۷۲) اس سے فتاویٰ تاتارخانیہ

نص (۷۳) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ صـ۳۶۹۔

نص (۷۴) کافی شرح وافی قلمی ہر دو تصنیف امام جلیل ابوالبرکات نسفی صاحب کنز۔

نص (۷۵) غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی شرح ہدایہ ہر دو در کتاب الکراہیۃ قبیل فصل فی البیع۔

نص (۷۶) کفایہ امام جلال الدین کرلانی شرح ہدایہ جلد ۴ صـ۴۳۔

نص (۷۷) تبیین الحقائق امام زیلعی شرح کنز جلد ۶ صـ۲۵۔

نص (۷۸) تنویر الابصار امام شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی۔

نص (۷۹) درِّ مختار علامہ مدقق علاء الدین محمد دمشقی کتاب الحظر محل مذکور۔

نص (۸۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ صـ۵۲۰۔

نص (۸۱) فتح المعین علی الکنز جلد ۳ صـ۴۰۲۔

نص (۸۲) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان۔

نص (۸۳) تکملۃ البحر للعلامۃ الطوری جلد ۲ صـ۲۲۶۔

نص (۸۴) شرح الکنز للملا مسکین محل مذکور۔

نص (۸۵) فتاویٰ غرائب۔

نص (۸۶) اس سے فتاویٰ ہندیہ صفحہ مذکورہ، ان سولہ نصوص جلیلہ میں ہے مَا يَفْعَلُوْنَهُ مِنْ تَقْبِيْلِ الْاَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَآءِ وَ الْعُظَمَآءِ فَحَرَامٌ وَ الْفَاعِلُ وَ الرَّاضِيْ بِهٖ اٰثِمَانِ: عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے

دونوں گنہگار، کافی و کفایہ و غایۃ و تبیین و دُرر و مجمع و ابو السعود و جواہر نے نابد کیا لِاَنَّہٗ یُشْبِہُ عِبَادَۃَ الْوَثَنِ؛ اس لئے کہ وہ بُت پرستی کے مشابہ ہے۔

نص (۸۷) علامہ سید احمد مصری طحطاوی جلد ۲ زیر قول مذکور دُرر یُشْبِہُ عِبَادَۃَ الْوَثَنِ لِاَنَّ فِیْہِ صُوْرَۃَ السُّجُوْدِ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی؛ زمین بوسی اس لئے بُت پرستی کے مشابہ کہ اس میں غیرِ خدا کو سجدہ کی صورت ہے۔

اقول؛ زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں۔ کہ سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنی ضرور ہے۔ جب یہ اس وجہ سے حرام و مشابہ بُت پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجدہ ہے۔ تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بُت پرستی کا مشابہ تام ہوگا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

نص (۸۸) غنیہ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی جلد اوّل ص۳۱۸۔
نص (۸۹) متن مواہب الرحمٰن یُحَرَّمُ تَقْبِیْلُ الْاَرْضِ بَیْنَ یَدَیِ الْعَالِمِ لِلتَّحِیَّۃِ؛ عالم کے سامنے تحیّت کی نیّت سے زمین بوسی حرام ہے
نص (۹۰) حاوی علے الدرر ص۱۵۵ تَقْبِیْلُ الْاَرْضِ وَ الْاِنْحِنَاءِ مُحَرَّمٌ؛ زمین چومنا اور جُھکنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔
نص (۹۱) ردّ المحتار جلد ۵ ص۳۷۹۔
نص (۹۲) در منتقے شرح ملتقے سے اقسام بوسہ میں حَرَامٌ لِلْاَرْضِ تَحِیَّۃً وَ کُفْرٌ لَّھَا تَعْظِیْمًا؛ زمین بوسی بطورِ تحیت حرام اور بر وجہ تعظیم کفر ہے۔ نص (۹۳) فتاوی ظہیریہ۔ نص (۹۴) مختصر امام عینی۔ نص (۹۵) اس سے عمز العیون ص۳۱۱۔ نص (۹۶) شرح فقہ اکبر ص۲۲۵ اَمَّا تَقْبِیْلُ الْاَرْضِ فَھُوَ قَرِیْبٌ مِّنَ السُّجُوْدِ اِلَّا اَنَّ وَضْعَ الْجَبِیْنِ اَوِ الْخَدِّ عَلَی الْاَرْضِ اَفْحَشُ وَ اَقْبَحُ مِنْ تَقْبِیْلِ الْاَرْضِ؛ زمین چومنا سجدے کے قریب ہے، اور جبین یا رخسارہ زمین پر رکھنا اس سے بھی زیادہ فحش اور قبیح ہے۔

قسم سوم؛ زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع

ہے۔ اِس پر ۹۴۔ و ۹۰ دو نص اُوپر گذرے۔ تین اور سُنیئے :۔
نص (۹۷) زاہدی و نص (۹۸) اِس سے جامع الرموز صہ ۵۳۵ و
نص (۹۹) اِس سے رد المحتار جلد ۵ صہ ۳۷۸ و
نص (۱۰۰) نیز شیخی زادہ علی الملتقی جلد ۲ صہ ۵۲۰ اَلْاِنْحِنَاءُ فِی السَّلَامِ
اِلٰی قَرِیْبِ الرُّکُوْعِ کَالسُّجُوْدِ۔ سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی
مثل سجدہ ہے و نص (۱۰۱) شرعۃ الاسلام و
نص (۱۰۲) اس کی شرح مفاتح الجنان صہ ۳۱۲ (لَا یُقَبِّلُہٗ وَ لَا
یَنْحَنِیْ لَہٗ) لِکَوْنِہِمَا مَکْرُوْھَیْنِ: نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں
مکروہ ہیں و نص (۱۰۳) احیاء العلوم جلد ۲ صہ ۱۰۴ و
نص (۱۰۴) اتحاف السادۃ جلد ۶ صہ ۲۸۱ (اَلْاِنْحِنَاءُ عِنْدَ السَّلَامِ
مَنْھِیٌّ عَنْہُ) وَ ھُوَ مِنْ فِعْلِ الْاَعَاجِمِ: سلام کے وقت جھکنا منع
فرمایا گیا، اور وہ مجوس کا فعل ہے و نص (۱۰۵) عین العلم قلمی
باب ثامن و نص (۱۰۶) شرح علی قاری جلد اوّل صہ ۲۷۴ و
نص (۱۰۷) ذخیرہ سے و نص (۱۰۸) نیز محیط سے (لَا یَنْحَنِیْ) لِاَنَّ
الْاِنْحِنَاءَ یُکْرَہُ لِلسَّلَاطِیْنِ وَ غَیْرِھِمْ وَ لِاَنَّہٗ صَنِیْعُ اَھْلِ الْکِتٰبِ
سلام میں نہ جھکے، کہ بادشاہ ہو یا کوئی، کسی کے لئے جھکنے کی
اجازت نہیں؛ اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے، کہ وہ یہود و نصارٰے
کا فعل ہے و نص (۱۰۹) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اوّل
صہ ۳۸۱ مَعْلُوْمٌ اَنَّ مَنْ لَقِیَ اَحَدًا مِنَ الْاَکَابِرِ فَحَنٰی لَہٗ رَأْسَہٗ اَوْ
ظَھْرَہٗ وَ لَوْ بَالَغَ فِیْ ذٰلِکَ فَمُرَادُہُ التَّحِیَّۃُ اَوِ التَّعْظِیْمُ دُوْنَ
الْعِبَادَۃِ لَہٗ فَلَا یَکْفُرُ بِھٰذَا الصَّنِیْعِ وَ حَالُ الْمُسْلِمِ مُشْعِرٌ بِذٰلِکَ
عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَ اَمَّا الْعِبَادَۃُ فَلَا یَقْصِدُھَا کَافِرٌ اَصْلًا فِی الْغَالِبِ
وَ لٰکِنَّ التَّمَلُّقَ الْمُوْصِلَ اِلَی الْمِقْدَارِ مِنَ التَّذَلُّلِ مَذْمُوْمٌ وَ
لِھٰذَا جَعَلَہُ الْمُصَنِّفُ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ التَّذَلُّلِ الْحَرَامِ وَلَمْ
یَجْعَلْہُ کُفْرًا؛ معلوم ہے کہ جو اکابر میں سے کسی سے ملتے وقت اس
کے لئے سر یا پیٹھ کو جھکائے۔ اگرچہ اس میں مبالغہ کرے، اس کا

ارادہ تحیت و تعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ اُس کی عبادت کا، تو اس فعل سے کافر تو نہ ہو جائے گا بہر حال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتا رہا ہے، عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کریگا جو سرے سے کافر ہو، ہاں اتنی چاپلوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچا دے بد ہے۔ اسی لئے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالٰی نے حرام کہا؛ کفر نہ ٹھہرایا۔ نص (۱۱۰) امام عزالدین بن عبد السلام۔

نص (۱۱۱) ان سے امام ابن حجر کی فتاوٰی کبرٰی میں جلد۴ ص۲۴۷۔

نص (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ ص۳۸۱ میں اَلْاِنْحِنَاءُ الْبَالِغُ اِلٰی حَدِّ الرُّکُوْعِ لَا یَفْعَلُہٗ اَحَدٌ کَالسُّجُوْدِ وَ لَا بَاْسَ بِمَا نَقَصَ مِنْ حَدِّ الرُّکُوْعِ لِمَنْ یُکْرَمُ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ۔ حدِ رکوع تک کوئی کسی کے لئے نہ جھکے جیسے سجدہ، اور اس قدر سے کم میں حرج نہیں، کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکے۔

اقول: ھٰذَا ھُوَ الْجَمْعُ بَیْنَ النُّصُوْصِ الْمُتَوَاتِرَۃِ عَلَی الْمَنْعِ وَ بَیْنَ مَا فِی الْھِنْدِیَّۃِ عَنِ الْغَرَائِبِ تَجُوْزُ الْخِدْمَۃُ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْقِیَامِ وَ اَخْذِ الْیَدَیْنِ وَ الْاِنْحِنَاءِ اھ وَ قَدْ اَشَادُوْا اِلَیْہِ فِی النُّصُوْصِ الْاَرْبَعَۃِ الَّتِیْ صَدَّرْنَا بِھَا فَتِلْکَ سَبْعَۃٌ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

نص (۱۱۳) واقعات امام ناطفی۔ نص (۱۱۴) ملتقط امام ناصر الدین۔

نص (۱۱۵) ان دونوں سے نصاب الاحتساب اول و آخر باب ۲۹۔

نص (۱۱۶) جواہر اخلاطی کتاب الاستحسان۔

نص (۱۱۷) اس سے عالمگیری جلد۵ ص۳۶۹ اَلْاِنْحِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ اَوْ لِغَیْرِہٖ مَکْرُوْہٌ لِاَنَّہٗ یُشْبِہُ فِعْلَ الْمَجُوْسِ، بادشاہ ہو یا کوئی

له لفظه فی القهستانی یکره الانحناء ای قریب الرکوع کالسجود اھ۔

اقول: لیس فی القهستانی لفظة یکره انما نصه ما سمعت ثم تاویله انه تشبیه للانحناء بالسجود کما قال المنقول عنه انه کالسجود لا فی الحکم فیکون غلطا فی الحوالة و معا لفا لما قدمه نفسه قبل هذا بثلثة اسطر ان من سجد علی وجه التحیة یصیر اثما مرتکبا للکبیرة اھ فلیتنبه ۱۲ منه

اور ہو اُس کے لئے جھکنا منع ہے، کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔ نص (۱۱۸) مجمع الانہر جلد ۲ صلے ۵۲۱

نص (۱۱۹) فصول عمادی سے یُکْرَہُ اَلْاِنْحِنَاءُ لِاَنَّہٗ فِعْلُ الْمَجُوْسِ[۱]، جھکنا منع ہے، کہ وہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

نص (۱۲۰) و مواہب الرحمٰن۔ نص (۱۲۱) اس سے شرنبلالیہ جلد اول صلے ۳۱۸، نص (۱۲۲) محیط۔ نص (۱۲۳) اس سے جامع الرموز صلے ۵۳۵،

نص (۱۲۴) اس سے رد المحتار جلد ۵ صلے ۳۷۸ یُکْرَہُ اَلْاِنْحِنَاءُ لِلسُّلْطٰنِ وَغَیْرِہٖ، بادشاہ ہو، خواہ کوئی ہو، اُس کے لئے جھکنا منع ہے۔

نص (۱۲۵) فتاویٰ کبریٰ للامام الہیتمی المکی ص اَلْاِنْحِنَاءُ بِالظَّہْرِ مَکْرُوْہٌ، پیٹھ جھکانا مکروہ ہے۔ نص (۱۲۶) علمگیریہ جلد ۵ صلے ۳۶۹،

نص (۱۲۷) فتاویٰ امام تمرتاشی سے یُکْرَہُ اَلْاِنْحِنَاءُ عِنْدَ التَّحِیَّۃِ وَبِہٖ وَرَدَ النَّہْیُ، سلام کرتے وقت جھکنا منع ہے، حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

نوع دوم

متعلق مزارات: یہ بھی تین قسم۔

قسم اول مزارات کو سجدہ یا اُن کے سامنے زمین چومنا حرام اور حدِ رکوع تک جھکنا ممنوع۔

نص (۱۲۸) منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن الہمام

---

[۱] وتمامہ فی المجمع مانصہ وفی القہستانی یکرہ عند الطرفین لاعند ابی یوسف اھ و کتبت علیہ الخول رحمہ اللہ شارحہ وقع منہ سبق نظرانما نص القہستانی وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ انتہت المسئلۃ الی ھھنا ثم شرع فی مسئلۃ المتن وعناقہ فی ازار واحد لشرحہ بقولہ (د) یکرہ عند الطرفین لاعند ابی یوسف وعناقہ) الخ وقد تدارک الشارح نفسہ ومتنہ قبل ھذا باسطر اذ قال لا یکرہ ان فی ازار بلا قمیص، عند الطرفین رو عند ابی یوسف لا یکرہ) اھ فسبحٰن من لا یزل ولا ینسیٰ ۱۲ منہ

نص (۱۲۹) مسلک متقسط شرح ملا علی قاری صـ۲۹۳ (وَلَا یَمَسَّ عِنْدَ الزِّیَارَۃِ الْجِدَارَ) وَلَا یُقَبِّلُہٗ (وَلَا یَلْتَصِقُ بِہٖ وَلَا یَطُوْفُ وَلَا یَنْحَنِیْ وَلَا یُقَبِّلُ الْاَرْضَ فَاِنَّہٗ) اَیْ کُلُّ وَاحِدٍ (بِدْعَۃٌ) غَیْرُ مُسْتَحْسَنَۃٍ: زیارت روضۂ انور سید اطہر صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم (رَزَقَنَا اللّٰہُ الْعَوْدَ اِلَیْھَا بِقَبُوْلِہٖ) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے۔ نہ اس سے چمٹے۔ نہ طواف کرے۔ نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔

اقول بوسہ میں اختلاف ہے۔ اور چھونا۔ چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع۔ اور علت خلاف ادب ہونا لَا مَا قَالَہُ الْقَارِیُّ فِی الْقُبْلَۃِ اِنَّہٗ مِنْ خَوَاصِّ بَعْضِ اَرْکَانِ الْقِبْلَۃِ کَیْفَ وَقَدْ نَصُّوْا عَلٰی اِسْتِحْسَانِ تَقْبِیْلِ الْمُصْحَفِ وَاَیْدِی الْعُلَمَاءِ وَاَرْجُلِھِمْ وَالْخُبْزِ اور جھکنے سے مراد بدستور تا حدِ رکوع۔ اور طواف سے یہ کہ نفس طواف بغرض تعظیم مقصود ہو کما حققناہُ فِیْ فَتَاوٰنَا بِمَا لَا مَزِیْدَ عَلَیْہِ۔ نص (۱۳۰) شرح لباب صفحہ مذکورہ اَمَّا السَّجْدَۃُ فَلَا شَکَّ اِنَّھَا حَرَامٌ فَلَا یَغْتَرُّ الزَّائِرُ بِمَا یَرٰی مِنَ الْجَاھِلِیْنَ بَلْ یَتَّبِعُ الْعُلَمَاءُ الْعَامِلِیْنَ: رہا مزار انور کو سجدہ۔ وہ تو قطعی حرام ہے۔ تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے۔ بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے۔ نص (۱۳۱) زواجر عن اقتراف الکبائر جلد اول صـ۱۱ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوْا وَثَنًا یُعْبَدُ اَیْ لَا تُعَظِّمُوْہُ تَعْظِیْمَ غَیْرِکُمْ لِاَوْثَانِھِمْ بِالسُّجُوْدِ لَہٗ وَنَحْوِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ کَبِیْرَۃٌ بَلْ کُفْرٌ بِشَرْطِہٖ۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ارشاد۔ کہ میرے مزار اقدس کو پرستش کا بت نہ بنانا اس سے یہ مراد ہے۔ کہ اس کی تعظیم سجدے یا اس کے مثل سے نہ کرنا جیسے تمہارے اغیار اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں۔ کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے۔ بلکہ نیت عبادت ہو۔ تو کفر وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

قسم دوم۔ مزار کو سجدہ درکنار۔ کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل

کو سجدہ جائز نہیں، اگرچہ قبلہ کی طرف ہو۔
نص (۱۳۲) طحطاوی علی الدر جلد اوّل صـ۱۸۳ قَوْلُهٗ مَقْبَرَةٌ لِاَنَّ فِيْهِ التَّوَجُّهِ اِلَى الْقَبْرِ غَالِبًا وَ الصَّلٰوةُ اِلَيْهِ مَكْرُوْهَةٌ، مقبرے میں نماز مکروہ ہے، کہ اس میں غالباً کسی قبر کو منہ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے۔
نص (۱۳۳) حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر مایکرہ فی الصلوٰۃ۔
نص (۱۳۴) ردّ المحتار جلد اوّل صـ۳۹۴۔ اَلْمَقْبَرَةُ اِذَا كَانَ فِيْهَا مَوْضِعٌ اُعِدَّ لِلصَّلٰوةِ وَ لَيْسَ فِيْهِ قَبْرٌ وَّلَا نَجَاسَةٌ وَ قِبْلَتُهٗ اِلَى الْقَبْرِ فَالصَّلٰوةُ مَكْرُوْهَةٌ۔ قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی ہو، اور وہاں نہ قبر ہو اور نہ کوئی نجاست، مگر اُس کا قبلہ قبر کی طرف ہو تو بھی نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔
نص (۱۳۵) مجتبٰے شرح قدوری، نص (۱۳۶) بحر الرائق جلد ۲ صـ۲۰۹۔
نص (۱۳۷) فتح المعین جلد اوّل صـ۳۶۲۔ يُكْرَهُ اَنْ يَّطَاءَ الْقَبْرَ اَوْ يَجْلِسَ اَوْ يَنَامَ عَلَيْهِ اَوْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ اَوْ اِلَيْهِ۔

اقول، رکوع و سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اس کے نماز ہونے کے سبب نہیں، نماز تو نماز جنازہ بھی ہے، اور اس میں میت کا سامنے ہونا شرط، ورنہ نماز ہی نہ ہوگی: اور اگر بغیر نماز دفن کر دیا، تو جب تک ظنِّ سلامت ہے، قبر پر نماز پڑھنا خود حکمِ شریعت ہے۔ تو قطعاً یہ کراہت نماز کے سبب سے نہیں بلکہ رکوع و سجود کے باعث۔ اور یقیناً معلوم کہ نماز کا رکوع و سجود اللہ عزّ و جلّ ہی کے لئے ہے۔ اور مصلّی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیّت کرتا ہے نہ کہ توجّہ الی القبر کی، بااینہمہ صرف قبر کا سامنے ہونا اللہ تعالٰے کے لئے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے، تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اُسے سجدہ میں قبلۂ توجہ بنانا کس درجہ سخت اشد ممنوع و حرام ہوگا۔ انصاف شرط ہے۔ اور اس قسم کے نصوص اور نوع دوم کی احادیث باقی تقریر و تقریب آئندہ آتی ہے۔

قسم سوم، نماز تو نماز، قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے اگرچہ نمازی کا سامنا نہ ہو، مثلاً امام کے سامنے کوئی ستون یا انگلی برابر دَل کی آدھ گز اونچی لکڑی ہو، کہ جماعت کا سامنا نہ رہا، پھر بھی مسجد کے قبلے میں قبر کی ممانعت ہے، جب تک بیچ میں دیوار حائل نہ ہو۔

نص (۱۴۶) محرر مذہب امام محمد کتاب الاصل۔

نص (۱۴۷) ان سے محیط۔ **نص** (۱۴۸) ان سے ہندیہ جلد ۵ صـ اَکْرَہُ اَنْ تَکُوْنَ قِبْلَةُ الْمَسْجِدِ اِلَی الْحَمَّامِ وَالْقَبْرِ، میں مکروہ رکھتا ہوں اسے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو۔

نص (۱۴۹) غنیہ شرح منیہ صـ۳۶۶ یُکْرَهُ اَنْ تَکُوْنَ قِبْلَةُ الْمَسْجِدِ اِلٰی حَمَّامٍ اَوْ قَبْرٍ لِاَنَّ فِیْهِ تَرْكَ تَعْظِیْمِ الْمَسْجِدِ، مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو، کہ اس میں مسجد کی بے تعظیمی ہے۔

نص (۱۵۰) خلاصہ جلد اول صـ۵۶ یُکْرَهُ اَنْ تَکُوْنَ قِبْلَةُ الْمَسْجِدِ اِلٰی حَمَّامٍ اَوْ قَبْرٍ اِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ الْمُصَلّٰی وَ بَیْنَ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ حَائِلٌ کَالْحَائِطِ وَ اِنْ کَانَ حَائِطٌ لَا یُکْرَهُ، مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو، جبکہ محل نماز اور ان مواضع میں دیوار کی مثل کوئی حائل نہ ہو، ہاں بیچ میں دیوار ہو، تو مکروہ نہیں ہے۔

اقول وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ یہاں دو مسئلے ہیں، ایک یہ کہ قبر کے سامنے نماز ممنوع ہے، یہ حکم عام ہے، مسجد میں ہو خواہ مکان خواہ صحرا میں، اور اس کا علاج سترہ ہے کہ انگل کا دَل اور آدھ گز طول رکھتا ہو، یا صحرا میں مصلی خاشع کے موضع نظر سے دور ہونا، کَمَا فِی الْجَامِعِ الْمُضْمَرَاتِ ثُمَّ جَامِعِ الرُّمُوْزِ ثُمَّ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَالطَّحْطَاوِیِّ عَلٰی مَرَاقِی الْفَلَاحِ، اور امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے، تمام کتب میں اس کی تصریح ہے، گنگوہی نے (کہ عداوت اولیائے کرام سے) اپنے فتاوی حصہ اول صـ۷ میں یہ حکم لگایا کہ

قبرستان میں سب کے واسطے امام اور مقتدی کے سترہ کی حاجت ہے۔ سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرور حیوان اور انسان میں کافی ہے، قبور کا حضور مشابہ بشرک و بت پرستی ہے۔ اس میں کفایت نہیں۔ ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے۔" یہ شرع مطہر پر افتراء ہے۔ اور دل سے شریعت گھڑنا ہے۔

دوسرا یہ کہ مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو۔ یہ حکم مسجد سے خاص ہے۔ یہاں تک کہ گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کرلیں جسے مسجد البیت کہتے ہیں۔ اس کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلا ہو تو کچھ حرج نہیں، نہ قبر میں مضائقہ، کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ فِی الْمُحِیْطِ وَ الْھِنْدِیَّۃِ وَ غَیْرِھِمَا جبکہ نمازی کے سامنے سترہ ہو، اس لئے کہ یہ حکم تعظیم مسجد کے لئے ہے۔ کَمَا اَفَادَہُ الْمُحَقِّقُ اِبْرَاھِیْمُ الْحَلَبِیُّ: اور وہ جگہ حقیقۃً مسجد نہیں، یہاں تک کہ اس میں جنب کو جانا بلکہ جماع جائز ہے، ذخیرہ و حلیہ وغیرھا میں ہے لَیْسَ لِمَسَاجِدِ الْبُیُوْتِ حُکْمُ الْمَسَاجِدِ اَلَا تَرٰی اَنَّہٗ یَدْخُلُہُ الْجُنُبُ مِنْ غَیْرِ کَرَاھَۃٍ وَ یَاْتِیْ فِیْہِ اَھْلَہٗ وَ یَبِیْعُ وَ یَشْتَرِیْ مِنْ غَیْرِ کَرَاھَۃٍ مسجد حقیقی میں یہ کراہت نہ قلیل سے زائل ہو، نہ اس سترہ سے بلکہ دیوار درکار، کَمَا سَمِعْتَ نَظْھَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ عَمَّا اَوْرَدَ الْمُحَقِّقُ الْحَلَبِیُّ فِی الْحِلْیَۃِ اِذْ قَالَ لِقَائِلٍ اَنْ یَّقُوْلَ لَایَلْزَمُ مِنْ مُفَارَقَۃِ مَسَاجِدِ الْبُیُوْتِ لِمَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ فِی الْاَحْکَامِ الْمَذْکُوْرَۃِ عَدَمُ کَرَاھَۃِ الْاِسْتِقْبَالِ الْمَذْکُوْرِ فِی الصَّلٰوۃِ فِی الْبُیُوْتِ بِلَاحَائِلٍ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ ذٰلِکَ بَلْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ ھٰذَا مِمَّا یُسَاوِیْ فِیْہِ الصَّلٰوۃُ فِی الْبُیُوْتِ وَ الصَّلٰوۃُ فِیْ مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ فَلْیُتَاَمَّلْ اھ وَ تَقْرِیْرُ الْجَوَابِ ظَاھِرٌ مِمَّا قَرَّرْنَا فَالتَّفْرِقَۃُ الَّتِیْ ذُکِرَ فِی الْمُحِیْطِ وَ غَیْرِہٖ غَیْرُ تَامَّۃٍ وَ التَّسْوِیَۃُ الَّتِیْ یُرِیْدُھَا الْمُحَقِّقُ حَاصِلَۃٌ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَ اٰلِہِ الصَّلَوٰتُ الْکَامِلَۃُ اٰمِیْن ؂

ہم اس مختصر بیان کو چار فصل پر تقسیم کرتے ہیں :۔ فصل اول صحابہ و ائمہ و اولیاء و کتب پر بکر کے افتراء خود اسی کے مستندات اور اجماع و فقہ و جماہیر اولیاء سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت ، فصل دوم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افتراء حدیثوں سے تحریم سجدہ کا ثبوت ، فصل سوم اللہ عزّ و جلّ پر بکر کے افتراء ، خود اس کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ کا ثبوت ، فصل چہارم سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَ الْوُصُوْلُ اِلٰی ذُرَی التَّحْقِیْقِ ، ہر فصل میں اس کے متعلق بکر کے اور کمالات کثیرہ کا بھی اظہار ہوگا کہ مسلمان دھوکے سے بچیں وَ بِاللّٰہِ الْھَادِیْ ،

فصل اوّل

صحابہ و ائمہ و اولیاء و کتب پر بکر کے افتراء ، خود اسی کے مستندات سے تحریم سجدہ و تحیت کا ثبوت

(۱) بکر نے ص۲۳ میں علمگیری کے جلد خامس باب ۲۸ ص۳۶۸ کی طرف نسبت کیا : قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ مَنْصُوْرٍ اِذَا قَبَّلَ اَحَدٌ بَیْنَ یَدَیْ اَحَدٍ الْاَرْضَ اَوْ اِنْحَنٰی لَہٗ اَوْ طَاْطَاَ رَاْسَہٗ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اَنَّہٗ یُرِیْدُ تَعْظِیْمَہٗ لَا عِبَادَتَہٗ ۔ یہ محض افتراء ہے ، علمگیری میں اصلاً اس عبارت کا نشان نہیں ، نری خود ساختہ ہے ، کیا امر دین میں اغوائے عوام کے لئے ایسی حرکات کسی مسلمان کہلانے والے کو زیبا ہیں ،

(۲) جلد خامس (۳) باب ۲۸ (۴) ص۳۶۸ یہ تین شدید جرائتیں ہیں کذب صریح ۔ اتنی جسارت و شوخ چشمی ہے کہ پوری تعیین مقام بھی کر دی جائے ، (۵) اسی علمگیری کی اسی جلد خامس کتاب الکراہیۃ باب ۲۸ ص۳۶۸ میں ہے مَنْ سَجَدَ لِلسُّلْطَانِ عَلٰی

وَجْهِهِ التَّحِيَّةَ اَوْ قَبَّلَ الْاَرْضَ بَيْنَ يَدَيْهِ لَا يَكْفُرُ وَلٰكِنْ يَأْثَمُ لِاِرْتِكَابِ الْكَبِيْرَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ كَذَا فِيْ جَوَاهِرِ الْاَخْلَاطِيْ : یعنے جواہر اخلاطی میں ہے۔ بادشاہ کے لئے سجدۂ تحیت یا اُس کے سامنے زمین چومنے سے مذہب مختار میں کافر تو نہ ہوگا۔ ہاں گنہگار ضرور ہوگا۔ کہ اُس نے کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ اسے چھوڑا۔ ایک خیانت (۶) اُس میں وہیں ص۳۶۹ میں ہے وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ تَقْبِیْلُ الْاَرْضِ بَیْنَ یَدَیِ الْعَظِیْمِ حَرَامٌ وَ اِنَّ الْفَاعِلَ وَ الرَّاضِیَ اٰثِمَانِ كَذَا فِی التَّتَارْخَانِیَّةِ : یعنے جامع صغیر پھر تاتارخانیہ میں ہے۔ کہ بڑے کے آگے زمین چومنا حرام ہے۔ اور چومنے والا۔ اور وہ کہ اس پر راضی ہوا۔ بے شک دونوں مجرم ہیں۔ دو خیانت (۷) اُس میں اُس کے متصل ہے۔ وَتَقْبِیْلُ الْاَرْضِ بَیْنَ یَدَیِ الْعُلَمَآءِ وَ الزُّهَّادِ فِعْلُ الْجُهَّالِ وَ الْفَاعِلُ وَ الرَّاضِیْ اٰثِمَانِ كَذَا فِی الْغَرَائِبِ یعنے فتاوٰے غرائب میں ہے۔ علماء و مشائخ کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے۔ اور فاعل و راضی دونوں گنہگار۔ تین خیانت (۸) اسی کے متصل ہے۔ اَلْاِنْحِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ اَوْ لِغَیْرِهٖ مَكْرُوْهٌ لِاَنَّهٗ یُشْبِهُ فِعْلَ الْمَجُوْسِ كَذَا فِیْ جَوَاهِرِ الْاَخْلَاطِیْ یعنے جواہر الاخلاطی میں ہے کہ بادشاہ خواہ کسی اور کے لئے جھکنا مکروہ ہے کہ فعل مجوس کے مانند ہے۔ چار خیانت۔ **اقول** یہاں جھکنے سے بقدر رکوع جھکنا مراد ہے۔ جس طرح رسم مجوس و ہنود ہے۔ (۹) اسی کے متصل ہے۔ وَیُكْرَهُ الْاِنْحِنَاءُ عِنْدَ التَّحِیَّةِ وَ وَرَدَ بِهِ النَّهْیُ كَذَا فِی التُّمُرْتَاشِیْ : یعنے فتاوٰے امام تمرتاشی میں ہے کہ سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے۔ اور حدیث شریف میں اُس سے ممانعت آئی۔ پانچ خیانت (۱۰) اسی کے متصل ہے۔ تَجُوْزُ الْخِدْمَةُ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی بِالْقِیَامِ وَ اَخْذِ الْیَدَیْنِ وَ الْاِنْحِنَاءِ وَ لَا یَجُوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی كَذَا فِی الْغَرَائِبِ ۔ یعنے فتاوٰی غرائب میں ہے قیام اور مصافحہ اور جھکنے سے غیر خدا کی خدمت جائز ہے۔ اور

کہ اُس میں یہ ظاہر عبارات اپنے خلاف موجود ہوں اور اسی جلد اُسی باب میں ہوں۔ پھر وہ شدید جرأت ہزار افتراء کا ایک افتراء ہے ۔ (۱۱) پھر ص۱۳۳ پر کہا اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے وَقَدْ تَبَيَّنَ بِذٰلِكَ اَنَّ وَضْعَ الْجِبَاهِ بَيْنَ يَدَيِ الْمَشَائِخِ جَائِزٌ بِلَا رَيْبٍ ایک اور تین سطر کی گھڑ لی ، یہ بھی بڑا کذب ہے ۔
(۱۲) اسی طرح سو افتراء کا ایک ہے ۔ (۱۳) ص۱۳۴ میں جامع صغیر کی نسبت کہا ، لَا بَأْسَ بِوَضْعِ الْخَدَّيْنِ بَيْنَ يَدَيِ الْمَشَائِخِ یہ بھی خالص دروغ ہے ۔ (۱۴) ویسا ہی سو افتراء کے برابر ہے ۔ جامع صغیر کی عبارت ابھی گذری ، کہ زمین چومنا حرام ہے ۔ نہ کہ زمین پر رخسارے رکھنا ۔ (۱۵) اسی صفحہ میں فتاویٰ عزیزیہ کی نسبت ادعا کیا ، کہ اس میں بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے " یہ بھی صریح ہٹ دھرمی ہے ۔ فتاویٰ عزیزیہ میں بعد ذکر شبہات یہ جواب قاطع دیا ، کہ اجماع قطعی امت بر تحریم سجدہ ، یعنی غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے ۔ (۱۶) تو یہ بھی سو افتراء کے مثل ہوا ۔ (۱۷) یہاں بھی مضمون فتاویٰ سراجیہ کی طرف نسبت کیا ، یہ بھی خالص جھوٹ ہے ، سراجیہ میں بہت شرح و بسط درکنار اس کا نشان تک نہیں ۔ (۱۸) یہی سجدہ جائز نہیں ہے ، مگر اللہ تعالیٰ کے لئے ، چھ خیانت ۔

اقول : یہاں خفیف جھکنا مراد ہے ، نہ کہ حد رکوع تک پہنچے[1] حدیقہ ندیہ امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی میں ہے اَلْاِنْحِنَاءُ الْبَالِغُ حَدَّ الرُّكُوْعِ لَا يُفْعَلُ لِاَحَدٍ كَالسُّجُوْدِ وَلَا بَأْسَ بِمَا نَقَصَ مِنْ حَدِّ الرُّكُوْعِ لِمَنْ يُكْرَمُ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ ۔ جھکنا غیر خدا کے لئے جائز نہیں جیسے سجدہ ، اور حد رکوع سے کم میں حرج نہیں ، کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکیں ۔ عالمگیری میں اگر کچھ نہ ہوتا ، تو دل سے عبارت گھڑ کر اُس کے سر باندھی تہمت تھی ، نہ تا

---
[1] یہ تقیید زاہدی و رد المحتار نمبر ۷۳ میں آئی ہے ۱۲ منہ

ادعاء شرح مشکوٰۃ شیخ محقق کی نسبت کیا، یہ بھی محض بہتان:
اُس میں ہے تو یہ ہے "سجدہ برائے زندہ باید کرد، کہ ہرگز نمیرد و
مُلکِ او زائل نہ گردد"۔ (۱۹) ص۱۳ میں علمگیری سے نقل کیا "اِنْ
اَمَرُوْہُ بِالسُّجُوْدِ لِلتَّحِیَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ لَا لِلْعِبَادَۃِ فَالْاَفْضَلُ لَہٗ اَنْ
یَّسْجُدَ" اور ان کی یہ سُرخی دی "تعظیمی سجدہ کرنا افضل ہے، یعنے
وہی سجدہ جس کی ہے، کہ بحالتِ اختیار زید عمرو کو سجدۂ تحیّت
کرے، اسے علمگیری میں افضل لکھا" یہ بڑی بھاری خیانت ہے،
علمگیری کی عبارت یہ ہے، وَلَوْ قَالَ اَھْلُ الْحَرْبِ لِلْمُسْلِمِ اُسْجُدْ
لِلْمَلِكِ وَاِلَّا قَتَلْنَاكَ قَالُوْا اِنْ اَمَرُوْہُ بِذٰلِكَ لِلْعِبَادَۃِ
فَالْاَفْضَلُ لَہٗ اَنْ لَّا یَسْجُدَ كَمَنْ اُكْرِہَ عَلٰٓى اَنْ يَّكْفُرَ كَانَ
الصَّبْرُ اَفْضَلُ، اس کے بعد عبارت ہے، اِنْ اَمَرُوْہُ بِالسُّجُوْدِ
لِلتَّحِیَّۃِ الخ یعنے اگر حربی کفار مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ
کر، ورنہ ہم تجھ کو قتل کر دیں گے، یہ جبر اگر انہوں نے سجدہ
عبادت پر کیا، تو افضل یہ ہے کہ نہ کرے اور اپنی جان دے دے
جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے، اور اگر یہ جبر سجدۂ تحیّت
پر کیا تو افضل یہ ہے کہ کر لے اور اپنی جان بچا لے، اوّل سے
وہ ساری عبارت اڑا دی کہ عوام نہ جانیں کہ کلام حالتِ اکراہ
میں ہے جہاں یہ جانتا ہو، کہ نہ کرنے تو قتل کیا جائیگا، ایسی
جگہ جان بچا لینے کو افضل کہا ہے۔ (۲۰) غالباً ایسا حوالہ دینے
والا سُور اور شراب بھی بحالت اختیار حلال کر لے گا، کہ آخر بحالتِ
اضطرار اُن کی اباحت تو خود قرآنِ عظیم میں ہے۔ (۲۱) یہاں تک
تو خیانت ہی تھی، اب کمال سفاہت، وہ خود کشی ملاحظہ ہو، اُس
عبارت سے استناد کیا، جو اُن کے زعم باطل کی پوری قاتل ہے
سجدۂ تحیت پر قتل سے اکراہ ہو اُس وقت سجدہ کر لینا صرف
افضل کہا، معلوم ہوا کہ جائز یہ بھی ہے کہ نہ کرے اور قتل ہو
جائے، تو ظاہر ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے جس سے

بچنے کو جان دینا اور قتل ہو جانا روا ہے، تو سور کھانے سے بھی سخت تر حرام ہوا، کہ مضطر یا مکرہ اگر اُسے بقدر ضرورت نہ کھائے اور مر جائے یا مارا جائے، گنہگار مرے۔ کما نصوا علیہ قاطبۃً۔ علمگیری میں ہے اَلسُّلْطَانُ اِذَا اَخَذَ رَجُلًا وَ قَالَ لَا تَقْتُلَنَّكَ اَوْ لَتَاكُلَنَّ لَحْمَ هٰذَا الْخِنْزِيْرِ يَفْتَرِضُ عَلَيْهِ التَّنَاوُلَ فَاِنْ لَمْ يَتَنَاوَلْ حَتّٰى قُتِلَ كَانَ اٰثِمًا۔ درمختار میں ہے: اُكْرِهَ عَلٰى اَكْلِ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ بِقَتْلٍ اَوْ قَطْعِ عُضْوٍ اَوْ ضَرْبٍ مُبَرِّحٍ فُرِضَ فَاِنْ صَبَرَ فَقُتِلَ اَثِمَ۔ اکل خنزیر میں اتنا ہی اکراہ ہو کہ نہ کھایا، تو انگلی کاٹی جائے، تو کھانا فرض نہ کھائے تو گنہگار، اور غیر خدا کو سجدہ تحیت میں اگر قتل ہے اکراہ ہو جب بھی سجدہ ضرور نہیں، اور جان دے دینی جائز، اگرچہ بہتر حفظ جان تھا، کتنا فرق عظیم ہوا، اور ہونا ہی تھا، کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر کی مشابہت نہیں، بخلاف سجدہ، تو اُس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار جل و علا کے خاص حق پر دست درازی ہے، اگر آدمی دین و انصاف رکھتا ہو، تو صرف یہی نمبر اُس کی ہدایت کے لئے بس ہے۔ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

(۲۲) پھر کہا "اس قسم کا مضمون فتاوے قاضی خاں میں بھی ہے" اس قسم کا مضمون نہیں، بلکہ وہ عبارت ہی فتاوی قاضی خاں کی ہے۔ علمگیری نے اُسی سے نقل کی۔ تو اُس کا حوالہ بھی وہی سخت فریب دہی ہے۔ (۲۳) نہیں نہیں، نری فریب دہی نہیں بلکہ خود کشی اور اپنے منہ اپنے زعم باطل کی پوری بیخ کنی بکر مذکور نے اسی تحریر میں ص۱۱ پر کہا: "ہدایہ رد المحتار قاضی خاں نہایت معتبر کتابیں ہیں۔ قرآن و حدیث کے غور و احقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے"! اسی فتاوے قاضی خاں سے ایک ہی صفحے کے بعد خود وہ عبارت پیش کی جس نے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت اکل خنزیر سے بھی بدتر حرام ہے۔ عرب تو علٰے اَهْلِهَا کہتے

تھے۔ یہاں عَلٰی نَفْسِهَا تجنی براقش ، (۲۴) یہ تو فتاوے قاضی خاں کا فیصلہ تھا۔ بکر کی دوسری مسلم کتاب ممدوح کتاب منقح کتاب ردّ المحتار کی سُنیئے، درّ مختار میں فرمایا مَا يَفْعَلُوْنَهٗ مِنْ تَقْبِيْلِ الْاَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَ الْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَ الرَّاضِيْ بِهٖ اٰثِمَانِ لِاَنَّهٗ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ، علماء و بزرگوں کے سامنے زمین بوسی جو لوگ کرتے ہیں حرام ہے، اور کرنے والا، اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ بُت پرستی کے مشابہ ہے۔ ایسی عمدہ صاحب تحقیق کتاب ردّ المحتار نے اسے مقرر رکھا، (۲۵) پھر درّ مختار میں فرمایا وَ هَلْ يَكْفُرُ اِنْ عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَ التَّعْظِيْمِ كَفَرَ وَ اِنْ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا وَصَارَ اٰثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيْرَةِ یعنی آیا زمین بوسی سے کافر ہوگا یا نہیں، اور اگر بطور عبادت و تعظیم ہے، کافر ہو جائیگا، اور اگر بطور تحیت ہے تو کافر نہ ہوگا، ہاں مجرم و مرتکب کبیرہ ہوگا۔ اس پر اسی نہایت معتمد کتاب ردّ المحتار نے فرمایا تَلْفِيْقٌ لِقَوْلَيْنِ قَالَ الزَّيْلَعِيُّ وَ ذَكَرَ الصَّدْرُ الشَّهِيْدُ اَنَّهٗ لَا يَكْفُرُ بِهٰذَا السُّجُوْدِ لِاَنَّهٗ يُرِيْدُ بِهِ التَّحِيَّةَ وَ قَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ اِنْ كَانَ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ التَّعْظِيْمِ كَفَرَ اھ قَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ وَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ يَكْفُرُ بِالسَّجْدَةِ مُطْلَقًا، خلاصہ یہ کہ یہاں دو قول تھے ایک یہ کہ سجدہ سے مطلقاً کافر ہو جائیگا، یہی فتاوے ظہیریہ میں ہے، اور امام شمس الائمہ سرخسی بھی سجدہ تعظیمی کو مطلقاً کفر فرماتے ہیں، دوسرا یہ کہ مرتکب کبیرہ ہوگا، مگر کفر نہیں، امام صدر شہید نے اسی کو اختیار فرمایا۔ اس لئے کہ اس سے تحیت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔ شارح نے ان دونوں قولوں کو یوں جمع فرمایا، کہ کافر کہنے والوں کی مراد وہ ہے، کہ بر وجہ عبادت ہو، اور صرف گناہ کبیرہ کہنے والوں کی مراد وہ ہے، کہ محض بر وجہ تحیت ہو۔

کہیئے اس اعلےٰ معتمد کتاب نے بھی وہ ہی قول بتایا کہ کفر یا گناہ کبیرہ جواز کا بھی کہیں پتہ دیا؟ (۲۶) پھر اسی پُر تحقیق کتاب نے اور رجسٹری کی اس کے متصل فرمایا وَ فِی الزَّاھِدِیْ اَلْاِیْمَاءُ فِی السَّلَامِ اِلٰی قَرِیْبِ الرُّکُوْعِ کَالسُّجُوْدِ وَ فِی الْمُحِیْطِ اَنَّهٗ یُکْرَہُ الْاِنْحِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ وَغَیْرِہٖ یعنے مجتبےٰ میں ہے کہ سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی سجدے کے مثل ہے، اور محیط میں فرمایا کہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لئے جھکنا ہو، منع ہے،

(۲۷) ہنوز بس نہیں چند سطر بعد اقسام بوسہ میں فرمایا حَرَامٌ لِلْاَرْضِ تَحِیَّةً وَ کُفْرٌ لَھَا تَعْظِیْمًا زمین بوسی بطور تحیت حرام ہے اور بطور تعظیم کفر، افسوس کہ بکر کی خود معتمد کتابیں زعم بکر کو کیسا کیسا باطل کر رہی ہیں وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ، اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے، فصل چہارم آنے دیجئے، (۲۸) صـ۲ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" یہ جھوٹ اور لاکھوں جھوٹ کا ایک جھوٹ اور عامہ اولیائے کرام پر تہمت ہے، جس کا رد خود اُسی کی مستند سے عنقریب آتا ہے،

(۲۹ تا ۴۵) صـ۲۳ "ہر خاندان ہر سلسلہ کے بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ثبوت کتابوں میں ہے"،

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر افتراء، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق و الدین سہروردی پر افتراء، حضرت بہاؤ الحق و الدین نقشبندی پر افتراء، حضرت شیخ عبد الواحد بن زید پر افتراء، حضرت خواجہ فضیل بن عیاض پر افتراء، حضرت ابراہیم بن ادہم پر افتراء، حضرت ہبیرہ بصری پر افتراء حضرت سید الطائفہ جنید پر افتراء، حضرت حبیب عجمی پر افتراء حضرت ممشاد دینوری پر افتراء، حضرت بایزید بسطامی پر افتراء حضرت معروف کرخی پر افتراء، حضرت سری سقطی پر افتراء حضرت سلطان ابو اسحاق گازرونی پر افتراء، حضرت نجم الدین

کبریٰ پر افتراء، حضرت علاؤ الدین طوسی پر افتراء، حضرت ضیاء الدین عبد القادر پر افتراء۔

یہ حضرات سلسلوں اور خانوادوں کے سرولد ہیں۔ ثبوت دے ان کو کب سجدہ ہوا۔ اور انہوں نے جائز رکھا۔ یہ افتراء بھی ہزاروں افتراؤں کا ایک ہے۔

(۴۶ تا ۴۸) ان سے بھی بدرجہا سخت سے سخت بے باکی یہ کہ حضرت علی و صحابۂ کبار سے لے کر تمام بڑے بڑے علماء مشائخ سے سجدۂ تعظیمی ثابت ہے۔ ص۲۳۔ یہ مولیٰ علی پر افتراء، صحابۂ کبار پر افتراء، تمام ائمہ کرام پر افتراء، لاکھوں افتراؤں کا مجموعہ ہیں۔ بکر سچا ہے۔ تو مولیٰ علی یا کسی صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد امام بخاری، امام مسلم یا ان کے کسی شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انہوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا، ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کاذبین پر ہے اس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے۔ کذب فی الدنیا سے کذب فی الدین سخت تر ہے۔ اور بحکم حدیث لعنۃ ملئکۃ السماء و الارض کا استحقاق ہے۔ اور زید و عمرو پر افتراء صحابہ و ائمہ پر افتراء خبیث تر ہے۔ اور قرآن کریم میں اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ کا احقاق ہے۔ وَ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ و لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی الاعلیٰ۔ (۴۹) آگے افتراء اختراع کی اور بھی پوری تہ چڑھی کہ "ان سب کا اجماع مسئلہ سجدۂ تعظیمی میں ثابت ہے۔ اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا۔ تو پس[1] اگر سجدہ تعظیمی گمراہی بھی ہے۔ تو اجماع امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی ص۲۳"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ سچ فرمایا حدیث مجید نے حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ۔ تعصب آدمی کو اندھا و بہرا

---

[1] تو بھی دو پس بھی ہے۔ فصاحت نے کہاں چھوڑی، یوں کہا ہوتا فتو پس کہ تینوں زبانیں جمع ہو جاتیں ۱۲ منہ۔

کر دیتا ہے۔ سچ فرمایا رب العزۃ عز جلالہ نے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ
وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ۔ آنکھیں اندھی نہیں
ہوتیں، وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ سجدہ
غیر پر اُمت کرشن۔۔۔ کا ضرور اجماع ہے، جس پنڈت سے چاہو
پوچھ لو۔ جس مندر میں چاہو، دیکھ لو۔ لیکن اُمت محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالےٰ علیہ و علیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے،
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ بلکہ ابھی بکر کے
مستند فتاوی عزیزیہ سے سُن چکے کہ غیر کے لئے سجدۂ تحیت حرام ہونے پر
اجماع قطعی ہے۔ (۵۰) طُرفہ یہ کہ "گمراہی بھی ہے، تو اجماع سے جاتی
رہی" یعنے اُمت گمراہی پر اجماع تو کر لیتی ہے، لیکن اُس اجماع سے
گمراہی کی کایا پلٹ ہو کر ہدایت ہو جاتی ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
زہے گمراہی و جنون لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ، (۵۱) ص۲ پر
لطائف اشرفی کی عبارت نقل کی۔ اور اُس کی ابتداء سے یہ عبارت
چھوڑ دی۔ اَمَّا وَضْعُ جَبْهَةٍ بَيْنَ يَدَيِ الشُّيُوْخِ، بعضے از مشائخ
روا داشتہ۔ اما اکثر مشائخ اعراض کردہ اند۔ و اصحاب خود را ازاں
امتناع ساختہ کہ سجدۂ تحیت در اُمت پیشین بود حالا منسوخ است
یہ کتنی بھاری خیانت ہے۔ اس کلام لطائف میں بہت لطائف تھے
اوّلاً سجدۂ تحیت کی منسوخی جس کا بکر کو انکار ہے۔ ثانیاً بکر کے ادّعائے
کاذب اجماع کا رد کہ اکثر اولیاء انکار سجدہ پر ہیں۔ ثالثاً بلکہ ممانعت
سجدہ پر اجماع کا ثبوت کہ بکر نے خود اپنے ادعائے کاذب اجماع کی
یوں ہی مرہم پٹی کی ہے، کہ اکثر کا اجماع ہے وَ لِلْاَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ
اکثر کے واسطے کُل کا حکم ہے۔ ص۲۴ "اُسی کی مستند لطائف سے
ثابت ہوا کہ اکثر مشائخ کرام ممانعت سجدہ پر ہیں۔ اور اکثر کے واسطے
کُل کا حکم ہے، تو تحریم سجدہ پر اجماع اولیاء کرام ثابت ہوا۔ اور
اجماع علماء خود ظاہر، اور بکر کی دوسری مستند فتاوی عزیزیہ میں
مصرح، تو غیر خدا کے لئے سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اولیاء و علماء کا

اجماع ہوا، تو بکر خود اپنی سندوں سے اجماع کا منکر، اور علمائے کرام و اولیائے عظام سب کا مخالف ہے وَ کَفٰی بِہٖ خُسْرَانًا مُبِیْنًا ۔

رابعاً بکر کے اس کذب صریح و افترائے قبیح کا رد کہ سجدۂ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا۔ ص۲۳ " وہ فرماتے ہیں جمہور اولیاء منع فرماتے تھے، یہ کہتا ہے، سب اولیاء روا رکھتے تھے ع ببین تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا، خامساً: الحمد للہ فوائد الفواد وغیرہ کی سند کا جواب خود ہی جواب لے لیا، جب جمہور اولیاء مخالفت پر ہیں، اور اکثر کے لئے حکم کل، تو اجماع اولیاء تحریم پر ہوا اجماع کے مقابل کوئی قول سند نہیں ہو سکتا۔ خود بکر نے کہا، اجماع ثابت، کوئی انکار کی مجال نہیں رکھتا" ص۲۳۔ عبارت لطائف میں تین لطائف اور بھی ہیں، آئندہ کا انتظار کیجئے۔ لطائف کے اس کلام میں بکر پر یہ قاہر رد تھے، کہ تمام کار روائی دریا برد تھی، لہٰذا [redacted] تکڑا صاف کتر لیا، دین میں ایسی دغا بازی! کیا شانِ اسلام ہے (۵۲) ص۲۳ میں دلیل العارفین فوائد السالکین تحفۃ العاشقین کا نام لیا اور عبارت نقل نہ کی، جہاں بحوالہ صفحہ عبارت نقل کی، وہاں تو وہ صریح کذب یزی کی راہ لی، یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر اُن میں یہ مضمون ہو، اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو، تو اولاً اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات منسوب الیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہیں، بہت کتابیں محض جھوٹ نسبت کرکے چھاپ دی ہیں جس کا ذکر آخر فصل سوم میں آتا ہے ۔ (۵۳) ثانیاً اگر بیان ثقات سے ثابت بھی ہو کہ اُن حضرات کی کوئی کتاب اس نام سے تھی تو بلاشبہ یہ مشہور متداول نہیں بلکہ کتب غریبہ ہیں اور کتب غریبہ پر اعتماد جائز نہیں۔ علامہ سید احمد حموی غمز العیون و البصائر شرح الاشباہ و النظائر میں محقق بحر صاحب بحر الرائق سے ناقل لَا یَجُوْزُ النَّقْلُ مِنَ الْکُتُبِ الْغَرِیْبَۃِ الَّتِیْ لَمْ تَشْتَہِرْ غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں۔ فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الغفار

وغیرھا میں ہے لَوْ وُجِدَ بَعْضُ نُسَخِ النَّوَادِرِ فِیْ زَمَانِنَا لَا یَحِلُّ عَزْوُ مَا فِیْهَا اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّلَا اِلٰی اَبِیْ یُوْسُفَ لِاَنَّهَا لَمْ تَشْتَهِرْ فِیْ عَصْرِنَا فِیْ دِیَارِنَا وَ تَتَدَاوَلُ نَعَمْ اِذَا وُجِدَ النَّقْلُ عَنِ النَّوَادِرِ مَثَلًا فِیْ کِتَابٍ مَشْهُوْرٍ وَّ مَعْرُوْفٍ کَالْهِدَایَةِ وَ الْمَبْسُوْطِ کَانَ ذٰلِكَ تَعْوِیْلًا عَلٰی ذٰلِكَ الْکُتُبِ۔ اگر ہمارے زمانے میں نوادر کا کوئی نسخہ پایا جائے تو اُس میں جو کچھ ہے اُسے ابو یوسف یا محمد کی طرف نسبت کرنا حرام ہے، اس لئے کہ وہ کتاب ہمارے زمانے میں یہاں مشہور و متداول نہیں۔ ہاں اگر مثلاً نوادر سے ہدایہ یا مبسوط جیسی کسی مشہور کتاب میں نقل ہو تو اُس نقل کا ماننا اس مشہور کتاب کے اعتماد پر ہوگا۔ اپنے زمانے میں غیر مشہور قید سے افادہ فرمایا کہ پہلے اگر مشہور بھی تھی تو اب معتبر نہیں، نہ کہ وہ رسالے کہ کبھی مشہور نہ تھے اور نہ ہیں، کسی الماری میں کوئی نسخہ نقل ہو کر چھپ جانا اسے کتاب مشہور نہ کر دیگا۔ (۵۴) ثالثاً تمام مدارج کے طے ہونے کے بعد یہی جواب کافی و وافی کہ جمہور اولیاء و جمیع ائمہ منع پر ہیں، تو اجماع ہوا، اور اجماع کے خلاف اقوال شاذ مستند نہیں ہو سکتے۔ (۵۵) یہی مباحث معدن المعانی میں ہیں۔ (۵۶) جب اکبر کی جرأتیں یہاں تک ہیں، تو اس تحریف کی کیا شکایت کہ لطائف میں دربارۂ سجدہ ملائکہ ملتقط سے نقل ہوا کَانَ السَّجْدَةُ لَهَا طَرَفَانِ طَرَفُ التَّحِیَّةِ وَطَرَفُ الْعِبَادَةِ فَالتَّحِیَّةُ کَانَتْ لِاٰدَمَ وَ الْعِبَادَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰی یعنے اس سجدہ کی دو طرفیں تھیں، طرف تحیت و طرف عبادت، ان میں تحیت تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لئے تھی، اور عبادت اللہ عزّ و جل کے لئے۔ اسے یوں بنا لیا ص۲۲ کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں ایک سجدۂ تحیت اور ایک سجدۂ عبادت، پس سجدۂ تحیت آدمی کے لئے ہے، سجدۂ عبادت خدائے تعالےٰ کے لئے۔ شاید دہلی کے شاعر نے بلکہ یہی سے کہا تھا کہ ؎

عیار ہو بے باک ہو جو آج ہو تم ہو ۔ بندے ہو مگر خوف خدا نہیں رکھتے

(٥٧) ایسا ہی جل عبارتِ کشاف سے کھیلا۔ اُس کی اصل عبارت یہ ہے فَاِنْ قُلْتَ کَیْفَ جَازَ لَهُمْ اَنْ یَّسْجُدُوْا لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی قُلْتُ کَانَتِ السَّجْدَةُ عِنْدَهُمْ جَارِیَةً مَجْرَی التَّحِیَّةِ وَ التَّکْرِمَةِ کَالْقِیَامِ وَ الْمُصَافَحَةِ وَ تَقْبِیْلِ الْیَدِ وَ نَحْوِهَا مِمَّا جَرَتْ عَلَیْهِ عَادَةُ النَّاسِ مِنْ اَفْعَالٍ شُهِرَتْ فِی التَّعْظِیْمِ وَ التَّوْقِیْرِ۔ یعنے اگر تو کہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام اور ان کے بیٹوں کو غیر خدا کے لئے سجدہ کیسے جائز ہو گیا۔ تو میں کہونگا۔ اُن کے یہاں سجدۂ تحیت کا رواج تھا جیسے قیام و مصافحہ و دست بوسی وغیر افعالِ تعظیم و توقیر جن کا لوگوں میں رواج ہے۔ اسے یہ بنا لیا۔ کہ ص ۱۳ "سجدۂ تعظیمی قرنِ اول سے جاری ہے" اول تو رواج حال میں سجدہ کا نام کہاں تھا۔ قیام و مصافحہ و دست بوسی کا ذکر تھا۔ جس کا صاف یہ مطلب۔ کہ جیسے اب یہ افعالِ تحیت ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانے میں سجدۂ تحیت تھا۔ پھر جَرَتْ عَلَیْهِ عَادَةُ النَّاسِ سے اتنا ثابت کہ زمخشری کے زمانے میں اُن کا رواج ہے۔ قرنِ اول کا یہاں کونسا حرف تھا۔ نہ قرنِ اول میں قیام و دست بوسی عادت ناس تھی۔ وقوعِ خاص و عادت میں جو فرق نہ کرے وہ جاہل ہے۔ تو یہ کشاف پر دوہرا افتراء ہے۔

(٥٨) بلکہ اُس کی عبارت میں بھی قطع و برید سے نہ چوکا۔ وہ جو اُس نے سوال قائم کیا تھا کہ "اگر تو کہے انہیں غیر خدا کے لئے سجدہ کیسے جائز ہو گیا" صاف اڑا دیا۔ جس سے کھلتا تھا۔ کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے۔ جس پر سوال ناشی ہوا۔ اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال کا کیا منشاء تھا۔ (٥٩) اسی طرح کشاف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا۔ یَجُوْزُ اَنْ یَّخْتَلِفَ الْاَحْوَالُ وَ الْاَوْقَاتُ فِیْهِ۔ اس میں احوال و اوقات کا اختلاف ہو سکتا ہے۔ یعنے جب جائز تھا، اب حرام۔ یہ کیسے کہا سجدۂ تحیت کو یا سجدۂ عبادت کو کیا۔ وہ بھی کسی زمانہ میں غیر خدا کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ یہ ہے کل مجمع کشاف کا کلام۔ جس پر وہ صریح تہمت رکھ دی۔ کہ "بہت شرح و

بسط سے تعظیمی سجدے کی اباحت پر زور دیا ہے" ص۱۴ ۵ س
غرض از مفتری نتواں برآمد، کہ او از خود سخن مے آفریند
(۶۰) شاہ عبد العزیز صاحب کو قولی افتراء کے ساتھ فعلی افتراء سے
بھی نہ چھوڑا، کہ وہ خود والدین و اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدۂ
تعظیمی ادا کرتے تھے ص۱۴ اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: اپنی برہان لاؤ اگر تم سچے ہو ۔ (۶۱) یہ وہی شاہ
عبد العزیز صاحب ہیں، کہ جن کے فتاوے سے سُن چکے کہ سجدۂ تحیت
باجماعِ قطعی حرام ہے، یہ وہ ہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی
میں فرماتے ہیں "در امتّ ہائے سابقہ جائز بود، چنانچہ در قصۂ حضرت
یوسف و اخوان ایشاں واقع شدہ، و از شریعت ما ایں طریق ہم
فیما بین مخلوقات حرام است بدلیل احادیث متواترہ، کہ دریں باب
وارد شدہ" تو یہ افتراء بھی سو افتراء ہے ۔ (۶۲) جس کی یہ قاہر
تصریحیں اُس کے ایک محاورہ کے لفظ مسجودِ خلائق کو معنے حقیقی شرعی
پر حمل کرنا، اور اُس سے اُس کے نزدیک جواز نکالنا ص۱۵ صریح بہت
دھری ہے ۔ یوں تو شاہ صاحب سے بدرجہا اعلم و اعظم حضرت شیخ محقق
مولینا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی مدارج شریف
میں ہے، رب عزّ و جلّ نے حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ
وسلم کی نسبت فرمایا "تسمیہ کردم او را محمد و احمد و محمود و گردانیدم
او را عابد و معبود" اب یہاں بھی کہنا کہ حضرت محدث دہلوی معبود
کا لفظ کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے ص۱۵ " تو
سجدۂ تحیت بالائے طاق عبادتِ مخلوق بھی جائز کر لینا ۔ اور یہ
کسی خدا " بھی عجب لفظ ہے، معلوم نہیں کہ لکبر کے نزدیک
کتنے خدا ہیں، شاید کرشن مت کے چھپن کروڑ لئے ہوں ۔ (۶۳) بکر
نے جو مضمون فوائد الفوائد سے نقل کیا، بعینہ یہی مضمون سیر الاولیاء
میں حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یوں ہے "در
حال کہ او پیش ما بود، وحید الدین قریشی در آمد و سر بر زمین

نہاد: شیخ سعدی علیہ الرحمۃ خوش گوید ؎
ہر جا کہ روئے زندہ دلے بر زمین تست ٭ ہر جا کہ دست مردہ در دعائے تست
بزرگے دیگر گوید ؎
شعاع روز بہی تابد از جبین کسے ٭ کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبیں
یہاں تو نہ زرا سجود، بلکہ پرستش موجود، اب کہدینا کہ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰے عنہ معاذ اللہ غیر خدا کے لئے سجدۂ عبادت روا جانتے تھے۔ جیسے یہاں پرستش یعنے عبادت نہیں بلکہ خدمت یوں ہی وہاں مسجود یعنے مخدوم و مطاع یہ خود مشہور معنے ہیں اور عام محاورہ میں مستعمل، مگر عناد کا کیا علاج ٭ (٦٤) بکر کو ہر قسم کے اختراع میں کمال حاصل ہے۔ نعت میں بھی اجتہاد ہے۔ لفظ کے معنے بھی دل سے تراش لئے جاتے ہیں: علمگیری پر افترائی عبارت نمبر اوّل میں یہ لفظ گھڑ لئے اَوْ طَاْطَاَ رَاْسَهٗ فَلَا بَأْسَ بِهٖ جس کا صاف ترجمہ یہ تھا، یا سرخم کیا، تو حرج نہیں، اُسے یہ بنا لیا، ص۱۴ یا اپنے سر کو زمین پر رگڑے، تو کچھ مضائقہ نہیں"۔ بکر سے پوچھئے طاطاۃ کا ترجمہ زمین پر رگڑنا کہاں کی زبان ہے: مقام حیرت ہے جب اصل عبارت ہی اپنی ساختہ پرداختہ تھی، جس کا علمگیری میں نقل نہ بیڑا، تو سرے سے اَوْ سَجَدَ لَهٗ کیوں نہ گھڑا لیا؟ اس کی کیا ضرورت آڑے آئی، کہ لفظ طاطا رکھ کر ترجمہ بھی جھوٹا کرے مگر یہ کہ اختراع میں اپنی مہارت دکھائی، کہ عبارت بھی دل سے تراشیں اُس جھوٹ کا ترجمہ بھی جھوٹ در جھوٹ گھڑیں، ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (اندھیر پر مزید اندھیرا)٭

سیر الاولیاء میں تھا "مرید زمین بوسید" اس کا ترجمہ یہ تراشا گیا "مرید زمین پر سربسجود ہو گیا"۔ اگر ترجمہ کتاب پر یہ حسب عادت بکری افتراء ہے، تو ظاہر، ورنہ بحوائے حدیث صحیح مسلم فَهُوَ اَحَدُ الْكٰذِبِيْنَ نقد وقت ہے٭ لطائف میں تھا: "بعضے اصحاب روایت شرعی ہم آوردہ اند"۔ جس کا ترجمہ بکر نے یہ کیا "بعض اصحاب شرع کی روایت بھی لاتے

ہیں کہ استمرار پر دلالت کرے، حالانکہ اس کا حاصل صرف اس قدر کہ کوئی صاحب اس پر روایت شرعی بھی لائے جس سے ظاہر کہ مصنف لطائف نے نہ وہ روایت آپ دیکھی نہ اس پر ایسا اعتماد کہ جزماً فرماتے کہ یہاں روایت شرعی بھی ہے، بلکہ ایک شخص مجہول کا حوالہ دیا، یہ سند نہیں ہو سکتا، کہ ارشاد حضرت قدوۃ الکبراء تو درکنار قول صاحب لطائف بھی نہیں۔ نہ ناقل معلوم بلکہ مجہول الاسم و المسمٰے (۶۶ تا ۶۹) اس مجہول کی نقل کی حالت یہاں سے کھلتی ہے کہ اس نے ایک مضمون میں نقل کیا کہ نبی و پیر و بادشاہ و والدین و مولے کو سجدۂ تحیت جائز ہے، اور بے دھڑک کہدیا کہ یہ حسب بیان فتاوی قاضی خاں اور صغیر خانی اور تیسیر اور سراجی اور خانی اور کافی میں ہے" فتاوے قاضی خاں پر افتراء، سراجی پر افتراء، کافی پر افتراء، هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (۷۰) جہالت کی یہ حالت کہ فتاوی قاضی خاں کو جدا گنا اور خانی کو جدا، حالانکہ یہ وہی ہے۔ (۷۱) تیسیر میں کہا ہمارے مذہب کا کوئی فتاوی اس نام کا نہیں، اس پر ناقل، اور اب اس کے متبع بکر پر لازم، کہ بتائے، یہ کیا کہا، اب کس کی تصنیف اور اس میں یہ مضمون کہاں ہے، ملتقط کے معنے میں جو تحریف کی نمبر ۳۷ میں گذری، اسی سلسلہ میں لکھا۔ (۷۲) حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے، سجدۂ تحیت مثل سلام کے ہے، اور کچھ حرج نہیں، اگر پیروں کے سامنے رخسارے رکھے جائیں" یہ اگر مقولۂ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما میں شامل کیا، تو ابن عباس پر افتراء ہے، ورنہ ملتقط پر، (۷۳) اگر ابن عباس نے گذشتہ امتوں میں سجدۂ تحیت کو بجائے سلام کہا، تو ہمیں کیا مضر اور مخالف کو کیا مفید اور اگر یہ مطلب کہ ابن عباس اب سجدۂ تحیت کو مثل سلام کہتے ہیں، تو قطعاً ان پر افتراء، رہا یہ کہ پھر صاحب لطائف نے ایسی افتراء بھری نقل کو درج کتاب کیوں کیا، جب انہوں نے فرما دیا کہ بعض یہ روایت لائے، وہ بری الذمہ ہو گئے، جیسے بہت محدثین

احادیث باطلہ موضوعہ روایت کرتے اور جانتے کہ جب ہم نے سند لکھ دی، ہم پر الزام نہ رہا، علاوہ بریں مولنا ملک العلماء بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:۔ اَلْعُدُوْلُ مِنْ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ لَا یُبَالُوْنَ عَمَّنْ اَخَذُوْا اَوْ رَدُّوْا اَلَا تَرٰی اَلشَّیْخَ عَلَاءَ الدَّوْلَۃِ السِّمْنَانِیَّ کَیْفَ اِعْتَمَدَ عَلَی الرَّتَنِ الْهِنْدِیِّ وَ اَیُّ رَجُلٍ یَکُوْنُ مِثْلَهٗ فِی الْعَدَالَۃِ: یعنی اماموں کے سواء اور ثقہ عادل حضرات اس کی پرواہ نہیں کرتے، کہ کس سے لیتے، کس سے روایت کرتے، حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ کو نہ دیکھا، کیونکر رتن ہندی پر اعتماد فرما لیا، حضرت ممدوح کے برابر کون عادل ہوگا۔ (۷۴) ص۱۴ پر جہاں چند حوالوں میں بے نقل عبارت صرف نام گنائے، جن میں خالص کہ معارف و سراجیہ و عزیزیہ و شرح مشکوٰۃ کے حوالے یقیناً جھوٹ ہونا اوپر واضح ہو چکا، اور فتاوٰے تیسیر کوئی فتاوٰے ہی نہیں، انہیں میں چھٹا نام معین الدین واعظ کی تفسیر سورۂ یوسف کا ہے، بکر جب اس قدر شدید الاجتراء کثیر الافتراء ہے، تو اس حوالے پر کیا اعتماد ہو، اور ہو تو تصریحات ائمہ و ارشادات حدیث کے مقابل ایک واعظ کی بات سے کیا استناد، یہ حقیقت ہے بکر کی سندوں کی، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

فصل دوم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افتراء اور حدیث سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۷۵) بھلا یہاں تک تو لغت و فقہ و ائمہ و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی پر افتراء تھے، مگر بکر کی بڑھتی ہمت کیا صبر کرے: حضور اقدس

سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر بھی افتراء سے باز نہ آئی صفحہ ۹ پر کہا "خود آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ ، میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا" یہ حدیث ابن عدی و دارقطنی نے بطریق محمد بن داؤد القنطری عن جبرون بن واقد الافریقی روایت کی، ابن عدی نے کامل اور ابن الجوزی نے علل میں کہا، یہ حدیث منکر ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا، جبرون متہم، اُس نے قلت حیا سے یہ حدیث روایت کی، ترجمہ قنطری میں کہا، یہ حدیث باطل ہے۔ ترجمہ افریقی میں کہا، یہ حدیث موضوع ہے۔ امام ابن حجر نے لسان المیزان میں دونوں جگہ اُن کے یہ کلام مقرر رکھے، بعد وضوح امر ایک منکر باطل موضوع حدیث متہم بالکذب کی روایت کو کہنا، کہ حضور نے فرمایا۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر افتراء کی جرأت

(۷۶) بکر مدعی حنفیت سے بعدا چلا، مذہب حنفی میں بے شک آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے کما ھُوَ مُصَرَّحٌ بِہٖ فِیْ کُتُبِ اُصُوْلِہِمْ ، قاطبۃ احکام میں حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ عزّ و جلّ ہی کا کلام ہے، تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا۔ قال اللہ تعالےٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ، اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ، یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے، وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی۔

(۷۷) صفحہ ۱۵ پر تصریح کی، آنحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی" یعنے غیر خدا کو سجدۂ تحیت کی جس کی بحث ہے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر منہ بھر کر شدید افتراء ہے۔ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ، اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔ اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ، ایسے جھوٹ افتراء وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے لا الٰہ الا اللہ۔ بلکہ حضور نے اُسے حرام فرمایا۔

(۷۸) اس سرخی کے نیچے کہا: مشکوٰۃ میں ابن خزیمہ بن ثابت سے ہے کہ انہوں نے خواب میں آنحضرت کی پیشانی پر اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا۔ انہوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے۔ آپ فوراً لیٹ گئے۔ اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی۔

مسلمانو! اس ظلم عظیم کو دیکھو۔ کہاں پیشانی پر سجدہ۔ کہاں خود حضور کو سجدہ۔ شاید بکر زمین پر سجدہ کرتے سمجھتا ہو گا کہ وہ اس کپڑے یا اس زمین کے ٹکڑے کو سجدہ کر رہا ہے۔

(۷۹) بے علمی کی یہ حالت کہ مشکوٰۃ شریف میں تھا عَنْ اِبْنِ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّہٖ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ اِنَّہٗ رَاٰی فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ۔ یعنے ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابو خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا۔ وہ خواب راوی خواب کی طرف نسبت کر دیا کہ ابن خزیمہ بن ثابت نے دیکھا۔ اور اس جہالت کے صدقہ میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم پر ایک اور افتراء ناواقفتہ کر دیا۔ کہ ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کی اجازت دی۔

(۸۰) ایسی ہی بے علمی اور اس کے سبب نادانستہ افتراء یہ ہے کہ حدیث میں تھا فَاضْطَجَعَ لَہٗ وَ قَالَ صَدِّقْ رُؤْیَاکَ۔ حضور نے پہلوئے مبارک پر آرام کرکے ابو خزیمہ سے فرمایا اپنا خواب سچ کر لو مرقاۃ میں ہے (صَدِّقْ رُؤْیَاکَ) اَمْرٌ مِنَ التَّصْدِیْقِ اَیْ اِعْمَلْ بِمُقْتَضَاھَا۔ عربی میں سمجھ نہ آئے۔ تو شیخ محقق کا فارسی ترجمہ سنیئے "گفت آنحضرت صَدِّقْ رُؤْیَاکَ راست گرداں خواب خود را، کہ دیدہ و سجدہ کن برجبہہ من"۔ اسے یہ بنا لیا، کہ "آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے"۔

(۸۱) ممانعت سجدہ غیر اللہ کے بارے میں حدیث۔ اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہ مسند امام احمد میں ہے۔ نقل کی جس میں ایک اونٹ کا حاضر ہو کر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم

کو سجدہ کرتا۔ اور اس پر صحابہ کی خواہش کہ انہیں بھی اجازت سجدہ ملے، اور حضور کا اجازت نہ دینا۔ اور خود کہا ص۹ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ حدیث صاف صاف سجدہ غیر اللہ کی مخالفت کرتی ہے۔ اور کوئی گنجائش رسول خدا کے صریح الفاظ کے خلاف عذر کرنے کی باقی نہیں رہتی۔" پھر جو تحریف کلام الرسول صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی رگ اُچھلی، اُن صاف صاف صریح الفاظ نبوی کی یوں تبدیل و تغییر کی، ص۹ حدیث کے الفاظ میں یہ ہے کہ اگر سجدۂ غیراللہ جائز ہوتا، تو میں بیوی کو اپنے شوہر کا امر کرتا۔ اور امر سے وجوب ہوتا ہے لہٰذا حضور کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے، کہ سجدۂ تعظیمی وجوب کے حد میں جائز ہوتا، تو میں عورت پر مرد کا سجدہ واجب کرتا یعنے سجدہ تعظیمی واجب نہیں بلکہ مباح ہے۔" یعنے رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر صریح افترا ہے۔ حدیث کے کون سے حرف میں ہے کہ "بلکہ مباح ہے" جب حسب اقرار بکر شرط میں صرف ذکر جواز ہے۔ کہ اگر سجدۂ غیر اللہ جائز ہوتا، اور جزا میں وہ امر ہے کہ یقیناً منتفی یعنے عورت کو سجدہ کا حکم ہوتا اور انتفائے جزا، انتفائے شرط ہے۔ تو حدیث کا صاف مفاد سجدہ کا عدم جواز ہوا۔ یعنے جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا لیکن عورت کو حکم نہ ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ سجدہ جائز نہیں۔ ذکر امر جزا میں ہے۔ کہ عورت پر سجدہ واجب کرتا۔ جزا کا وجوب شرط میں کیسے داخل ہو گیا، جواز پر ایجاب کا ترتب بعید نہیں۔ کہ واجب نہ ہو سکے، مگر وہ جو جواز رکھتا ہو، تو حاصل یہ کہ اگر سجدہ غیر میں جواز کی گنجائش ہوتی۔ تو میں عورت پر مرد کے لئے واجب کر دیتا لیکن وہ جائز نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا عورت کو اس کا حکم نہ دیا یعنے سجدہ لغیر اللہ قطعاً حرام وناجائز (۸۲) طرفہ جہالت، جبکہ عورت پہ وجوب امر سے ہوتا، تو قبل امر وجوب نہ ہونا چاہئے تھا، نہ یہ کہ سجدہ غیر خدا واجب ہوتا، تو میں عورت پر حکم سے واجب کر دیتا۔ (۸۳) صحابہ نے اجازت ہی تو طلب کی تھی نہ کہ ایجاب۔ تو نفی وجوب سے اس کا کیا جواب۔

(۸۴) بکر نے تتمہ حدیث نقل کیا۔ ص۵ وَلٰکِنْ لَا یَنْبَغِیْ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ اور خود اس کا ترجمہ کیا "لیکن آدمی زیبا نہیں کہ سواء خدا کے کسی کو سجدہ کرے" پھر اس کا یہ مطلب گھڑنا کہ واجب نہیں مباح ہے" کیسی کھلی تحریف ہے۔

(۸۵) حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰے عنہما کہ سُنن ابی داؤد شریف میں ہے، جنھوں نے شہر حیرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں، واپس آکر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی تو ارشاد ہوا لَا تَفْعَلُوْا لَوْ کُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَہُمْ عَلَیْہِنَّ مِنْ حَقٍّ۔ نہ کرو، اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا، تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اُس حق کے سبب جو شوہروں کا اُن پر ہے۔ یہاں صریح وصاف صیغہ نہی (لَا تَفْعَلُوْا) سجدہ نہ کرو، موجود ہے، اب بکر سے کہو کہ اپنی اصول دانی لے کر چلے ص۹ "شارع علیہ السلام کسی بات کا حکم امر کے صیغے سے دیں، تو وہ کام واجب ہوتا ہے" یوں ہی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بات سے بصیغہ نہی منع فرمائیں تو وہ کام حرام ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ سجدۂ غیر حرام ہے، اور حدیث کا وہ مطلب گھڑنا کہ "واجب نہیں بلکہ مباح ہے" محض افترائے ناکام۔

(۸۶) بکر سے ہوشیار، حدیث حضرت اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا نقل کی جس میں صریح صیغہ نہی تھا، اور عوام کو دھوکا دینے کو لکھ دیا ص۹ "اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں، سواء اس کے اور کوئی ثبوت اُن کے پاس نہیں ہے" اوّل تو سند کا حدیث میں حصر جھوٹ بکر ہی کی مسلم سندوں سے ثابت کر دیا، کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام حرام حرام سور کھانے سے بھی بدتر حرام۔ (۸۷) پھر حدیث کا اس ایک میں تین حصہ سفید

جھوٹ، وہ حدیث صدیقہ شاید بکر نے مشکوۃ سے لی ہو، کہ بکر کی اس تک رسائی ۱۵۱ سے نمبر ۴۲ میں معلوم ہو چکی۔ مشکوۃ کے اسی باب اسی فصل میں اس سے دو حدیث اوپر حدیث قیس رضی اللہ تعالٰے عنہ موجود تھی، جس میں صریح ممانعت موجود۔ اسے چھپا لیا اور کہدیا۔ اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں ۔

(۸۸) نیز وہیں مشکوۃ میں تیسری حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ کا پتہ دیا تھا، اسے بھی اڑا دیا۔ اور کہدیا کہ "اور کوئی ثبوت نہیں" دین میں چالاکیاں مسلمان نازیبا ہیں۔ حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ مسند امام احمد میں بسند رجال صحیح بخاری و صحیح مسلم یوں ہے۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي ظِبْيَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْيَمَنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ رِجَالًا بِالْيَمَنِ يَسْجُدُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَفَلَا نَسْجُدُ لَكَ قَالَ لَوْ كُنْتُ آمِرًا بَشَرًا يَسْجُدُ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا یعنے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ یمن سے واپس آئے تو عرض کی یا رسول اللہ! میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں۔ تو حضور نے فرمایا۔ میں اگر آدمی کو آدمی کے لئے سجدے کا حکم دینے والا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے ۔

(۸۹) اپنے ہی پاؤں میں تیشہ زنی یہ کہ حدیث حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰے عنہا کے تتمہ میں وہ الفاظ بڑھا دیئے لَا يَنْبَغِي لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللهِ ۔ ان کی مبلغ علم مشکوۃ میں یہ حدیث ام المومنین کا تتمہ نہیں بلکہ چوتھی حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰے عنہ ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا، حضور نے فرمایا۔ لَا يَنْبَغِي لِمَخْلُوقٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى کسی مخلوق کو سزاوار نہیں کہ اللہ تعالٰے کے سوا کسی کو سجدہ کرے أَوْرَدَهُ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي الْمَدَارِكِ ۔ یہ چار واقعات جدا جدا ہیں۔ حدیث

صدیقہ میں اونٹ کا سجدہ دیکھ کر صحابہ نے اجازت سجدہ چاہی: قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ حیرہ متصل کوفہ میں: معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یمن میں سجدہ حکام دیکھ کر اجازت مانگی؛ اور ہر بار ایک ہی ارشاد ہوا کسی بار اجازت نہ فرمائی: سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود سجدہ ہی کرنا، منع فرما دیا۔ ان تین حدیثوں میں ایک فائدہ اور ہے جس کے لئے بکر نے اُن کو چھپایا کہ عنقریب ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

(۱۰) حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر بکر کا ظلم اشد و اخبث حد سے گذر گیا۔ ص۹ پر کہا "سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کرکے جواب دیا تھا، جبھی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجا لاؤ آپ کے ذہن میں سجدۂ تعظیمی ہوتا، تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کرکے ظاہر نہ فرماتے۔ اس وقت تو آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ؛ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا؛ کیا بڑا بول ہے جو اُن کے مُنہ سے نکل رہا ہے، وہ تو نرا جھوٹ بک رہے ہیں مسلمانو! محمد رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم وہ محمد رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم اُترا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ؛ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو؛ بے شک کچھ گمان گناہ ہیں؛ وہ محمد رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو خود فرماتے اِیَّاکَ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ؛ گمان سے دُور رہو، کہ گمان سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں، وہ اور اپنے صحابہ کرام حاضرین بارگاہ پر یہ بدگمانی کہ یہ میری عبادت چاہتے ہیں، مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ؛ کلا واللہ محمد رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کو تو یہ گمان نہ ہوا، نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم و تکریم کے سواء کوئی گمان عبادت گزرتا، مگر بکر نے محمد

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر یہ خبیث بد گمانی کرکے اپنے لئے استحقاق جہنم کر لیا اگر توبہ نہ کرے۔

(۹۱) یہی نہیں بلکہ اس میں حضور اقدس صلّے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے۔ حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں۔ اس پر نہ غضب فرمایا نہ انکار کیا، نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت، نہ تجدید اسلام و نکاح کا حکم، اس کا ذکر تک نہ کیا، یہ ہلکی سی بات فرما کر چپ ہو رہے، کہ میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو۔ معاذ اللہ! وہ گمان فرمایا ہوتا، تو اسی قدر فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادت غیر خدا کر مرتد ہو گئے، ارے توبہ کرو، اسلام لاؤ، اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ ایک بادیہ نشین ناواقف کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ ہم حضور کو اللہ کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ کو حضور کے پاس، اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ در و دیوار تجلی شان جلال سے بھر گئے، دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے، پھر اس اعرابی سے فرمایا اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا، وَیْحَکَ اَتَدْرِیْ مَا اللّٰہُ؟ افسوس تجھ پر، ارے تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے؟ پھر اس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی رواہ ابو داؤد۔ یہاں خاص صحابہ حاضران بارگاہ علیہم الرضوان سے معاذ اللہ دوسرا خدا بنانے اور غیر خدا کی پوجا کرنے کی خواہش سمجھے، اور ساکت رہتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے، کلا واللہ، کیا یہ شان رسالت ہے، حاشا للہ، جو رسول کو کفر و ارتداد پر سکوت کرنے والا ٹھہرائے، وہ خود کفر و ارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا، کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی، ھُمْ لِلْکُفْرِ اَقْرَبُ مِنْھُمْ یَوْمَئِذٍ لِلْاِیْمَانِ۔ بکر نے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیث صدیقہ کی مدافعت میں اپنا زور علم و قلم دکھایا، اور نہ جانا کہ اس کے جہل و بے باکانہ قول نے اسے کہاں تک پہنچایا، سچ فرمایا رسول اللہ صلّے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ لَا یَرٰی بِھَا بَأْسًا یَھْوِیْ بِھَا سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فِی النَّارِ۔ بے شک آدمی ایک

بات کہتا ہے، جس میں کچھ بُرائی نہیں سمجھتا، اُس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اُتر جاتا ہے، اور فرمایا اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ مَا یَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَیَکْتُبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا سَخَطَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ، بے شک ایک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے، اُس کے گمان میں نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچی، اُس کے سبب اللہ اُس پر قیامت تک اپنا غضب لکھ دیتا ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ اللہ عزّ و جلّ کی طرف شکوٰے ہے، اِس پُرفتن زمانے سے کہ جسے اُلٹے سیدھے دو حرف اُردو لکھنے آ گئے وہ مصنّف و محقق و مجتہد بن بیٹھا، اور دین متین میں اپنی ناقص عقل، فاسد رائے سے دخل دینے لگا، قرآن و حدیث و عقائد و ارشادِ ائمہ سب کا مخالف ہو کر پہنچا، جہاں پہنچا، وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الْحَمِیْدُ۔

(۹۲) رسول اللہ صلّے اللہ تعالٰے علیہ وسلّم کو اُونٹ کا سجدہ کرنا کیا حضور کو معبود و خدا بنا کر تھا، حاشا للہ! معجم کبیر میں یعلے بن مرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے، رسول اللہ صلّے اللہ تعالٰے علیہ وسلّم فرماتے ہیں مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا کَفَرَۃَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، ہر چیز مجھ کو اللہ کا رسول جانتی ہے سواء کافر جنّ اور آدمیوں کے، یوں ہی حیرہ و یمن میں لوگوں کا زمینداروں کو سجدہ کرنا قطعاً سجدۂ تحیت ہی تھا، نہ سجدۂ عبادت، انہیں سجدوں کی بنا پر صحابہ نے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی تھی جس سے کسی عاقل کا

ــہ بلکہ اگر مصنف سیف النقی بیٹھا ہے۔ تو رجوع ناممکن یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ، اور اگر وہی صاحب ہیں جن کے نام سے یہ تحریر شائع ہوئی، تو وہ صوفی بننا چاہتے تھا، اور صوفی فوراً رجوع الی الحق کرتا ہے۔ کہ وہ نفس کا بندہ نہیں ہوتا عجب نہیں کہ بنگاہِ انصاف اس رسالہ کو دیکھ کر اپنے اقوال سے توبہ اور سجدہ غیر کی تحریم شائع کریں وَاللّٰہُ الْھَادِیْ ۱۲ منہ

بھی وہم معبود و الٰہ بنانے کی طرف نہ جا سکتا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ایسی باطل سمجھ کا الزام کیسی دیدہ دہنی ہے

(۹۳) غنیمت ہے کہ سجدۂ غیر کی سخت شناعت خود بکر کے منہ سے ثابت ہوئی۔ صحابہ وہ صحابہ جن کے کانوں میں ہر وقت لا الٰہ الا اللہ کے نغمے گونج رہے تھے، جنہیں بات بات میں توحید کا سبق دیا جاتا تھا، جن کے دلوں میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان پہاڑوں سے زیادہ گراں و متمکن تھا۔ قرآن عظیم بار بار جن کے ایمان کی گواہی دے چکا تھا؛ دوسرے کو سجدۂ تحیت ایسی سخت چیز ہے، کہ اس کا فعل نہیں صرف اس کی خواہش سنتے ہی ان کے یہ تمام فضائل جلیلہ اور ان کے ایمان و توحید کی قوت سب حضور کے ذہن اقدس سے اتر گئے، اور یہی خیال کیا، کہ یہ مجھے خدا بنایا چاہتے ہیں، تو ایسا ناپاک فعل دوسروں کو کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔

(۹۴) بے شک سجدہ افعالِ عبادت سے ہے۔ سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت میں سوائے نیت کے کوئی فرق نہیں، سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درِ مختار سے گذرا، کہ یُشْبِہُ عِبَادَۃَ الْوَثَنِ بت پرستی کے مشابہ ہے، اور بکر کی مسلم کامل التحقیق ردّ المحتار نے اسے مسلم رکھا اور اخلاصِ عبادت یہ ہے، کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے، لہذا حضور نے ذکرِ عبادت فرمایا کہ افعالِ عبادت صرف اپنے رب کے لئے کر دے اس ناپاک عمل پر ڈھالنا جس سے وہ تین الزام شدید شانِ رسالت پر عائد کئے۔ سخت خلافِ دین ہے۔

(۹۵) خود بکر نے اسی سجدۂ تحیت کو کہا ہے "سجدہ ایک ایسی چیز تھی جس میں سجدہ عبادت شریک تھا، اور خدا کی عظمت کے انتہائی طریقہ میں خواہ مخواہ آدم کا شریک ہونا تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی خود مرضی تھی، کہ میری خلافت کی تعظیم وہی ہونی چاہیئے، جو خود میری ہے، اس واسطے آدم کی عزت ایسے طریقے سے کرائی جو بجز خدا کے سوا کسی کو زیبا نہ تھا، تاکہ سند ہو جائے، کہ آدم خلافت کے بعد

مجازی حیثیت سے اس آخری تعظیم کا مستحق ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے۔ ایسی چیز ممانعت کے لئے اُعْبُدُوا رَبَّکُمْ فرمانا کیا مستبعد تھا۔

(۹۶) حدیث قیس و حدیث معاذ و حدیث سلمان رضی اللہ تعالے عنہم میں تو اُعْبُدُوا نہیں لَا تَفْعَلُوا اور لَا یَنْبَغِیْ ہے۔ یہاں کس ذریعہ سے اُس بدگمانی پر ڈھالے گا۔ اسی لئے ان کو چھپایا اور کہدیا تھا۔ اور کوئی ثبوت نہیں۔

(۹۷) بکر نے چاند سورج بلکہ بُت کو سجدہ اور ہماؤں کی ڈنڈوت حلال کر لی، جیسے یہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا، اور اُس سے بکر نے یہ ٹھہرایا، کہ صرف سجدۂ عبادت کو منع کیا، یوں ہی آیۂ کریمہ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ جس میں سجدۂ شمس و قمر سے ممانعت، اور سجدۂ الٰہی کا حکم ہے، اُس کا تتمہ یہ ہے: اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ، اگر تم اُسے ہی پوجتے ہو۔ یہاں بھی اللہ عزّ و جلّ نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے: تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدۂ عبادت کی ممانعت ہوئی، اب بُت ہو یا بھوت کسی بلا کو سجدۂ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی: کیا بکر کوئی آیت دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب بکر اپنی ہی لفاظیاں یاد کرے، اور انسانی کی قید سے ہاتھ اُٹھا کر یوں کہے جو اُس نے صلا پر کہا: "قرآن میں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت نہیں ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنے وہ مسلمانوں سے نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو، نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدۂ تعظیمی حرام کیا گیا ہے، تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا، یہ گستی کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے: اس کے بعد صلا کا نتیجہ دیکھئے "پس جب قرآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا، تو سجدۂ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا"۔

دیکھئے کیسی کھلم کھلا بُت کی سجدہ سے تعظیم اور بے نیت عبادت، مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے، کیوں نہ ہو جن کا کرشن نبی ہو، اُس کا دین آپ ہی ایسا ہو۔

(۹۸) چاند سورج کو سجدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی، اُس پر بکر کا یہ عذر عنہ۵ کہ اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے۔ سورج چاند اور چیز ہے، انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے"۔

اولاً۔ عجب چادر ہُوا ہے، اُس کے طور پر آیت میں تو چاند و سورج کو سجدۂ عبادت کی ممانعت ہے۔ کہ فرمایا۔ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ سجدۂ عبادت میں خلیفہ و غیر خلیفہ کا کیا فرق۔

ثانیاً: سجدۂ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استناد کی خوب کَنّی کر لی (اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے دیکھئے ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے، انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز، غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کر لیا عَلٰى نَفْسِهَا تَجْنِيْ بَرَاقِشُ۔

(۹۹) قرآن کریم میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ سوجھی: قرآن کریم سے غفلت پر مبنی، کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ: جو نافرمانی کرے اللہ اور اُس کے رسول کی۔ بے شک اُس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا وَ مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ رسول جو تمہیں عطا فرمائیں، وہ لے لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو اور

اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ کیا قرآن جلیل نے نہ فرمایا فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے اختلافات میں، پھر جو تم فیصلہ فرماؤ اپنے دلوں میں اُس سے تنگی نہ پائیں اور خوب اچھی طرح مان لیں۔

کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرما دیا کہ لَا تَفْعَلُوْا سجدۂ تحیت نہ کرو، تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدۂ تحیت سے منع فرما رہا ہے، اور جو اس فیصلۂ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نہ مانے، اُس کا حکم جو ارشاد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو پناہ دے۔

(۱۰۰) قرآن مجید میں تصریح نہ پانے پر بکر کا وہ حکم مشہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا، تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا"۔

یہ وہ شدید بد مذہبی ہے جس کی خبر حضور پُر نور عالم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے: اَلَاۤ اِنِّیْۤ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَ مَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَ اِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ الحدیث۔ سُنتے ہو! مجھے قرآن عطا ہوا، اور اُس کے ساتھ اُس کا مثل، خبردار نزدیک ہے، کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تختہ پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو، اس میں جو حلال پاؤ، اُسے حلال جانو، اور اس میں جو حرام پاؤ، اُسے حرام مانو، حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ سُن لو، پالو گدھا تمہارے لئے حلال نہیں، نہ کوئی کیلے والا درندہ۔

اسی طرح سجدۂ تحیت بھی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم نے حرام فرمایا، تو وہ حرام ہے، اگرچہ قرآن کریم میں اس کی حرمت کی تصریح عوام کو نہ سُوجھے۔

(۱۰۱ و ۱۰۲) رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم نے دو مثالیں ارشاد فرمائیں، پالو گدھا اور کیلے والا درندہ اُن کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم نے انہیں حرام فرمایا، مگر بکر کیوں ماننے لگا، وہ بھی کہیگا کہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا"، بکر نے گدھا اور کتا حلال کر لیا۔

(۱۰۳ تا ۱۱۰) انہیں پر بس نہیں، قرآن مجید میں لحم خنزیر کا ذکر ہے گُردے، کلیجی، کھال، اوجھڑی، تلی، ہڈی کا نام کہاں ہے بلکہ سری پائے بھی عرفاً لحم میں نہیں، تو بکر نے سُور کے اجزاء بھی حلال ماننے کہ "جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا، ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا"۔

(۱۱۱ تا ۱۱۳) غرض صاف حکم قرآن میں دلیل کا حصر کرکے بکر نے سنت اجماع، قیاس تین اصول شرع کو رد کرکے چکڑالوی مذہب لیا۔

فصل سوم

اللہ عزّ و جلّ پر بکر کے افتراء اور خود اُسی کے مُنہ قرآن سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت۔

(۱۱۴) سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ و سلم پر افتراء اگرچہ بعینہ اللہ عزّ و جلّ پر افتراء ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے، قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سُنتا، لہٰذا بالخصوص رب العزت پر بھی جرأتیں کیں نمبر ۵۹ میں اُس کی عبارت دیکھ چکے، خود مانا کہ سجدۂ تحیت سے خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا، پھر اسی کو اللہ کی مرضی ٹھہرایا کہ خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہیئے جو خود میری

ہے یہ اللہ پر افتراء ہے، اور کھلا شرک اُس کے ذمے باندھا، ایسے ہی افتراؤں کو فرمایا اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ، ایسے افتراء وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں ۔

(۱۱۵) ص۶ پر کہا " خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے ، اس میں ایک بڑا فلسفہ پوشیدہ ہے ، وہ یہ کہ خدا سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم میں امتیاز قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ مسلمان جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں ، اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں ، سمت کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ، تم جدھر متوجہ ہو خدا اُسی طرف ہے ، یعنے جس طرف سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا ، مگر سمت کعبہ مقرر کرنا اس کی وجہ یہی تھی ، کہ خدا سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم میں فرق قائم کرنا چاہتا تھا ، جو اس سمت نے کر دیا "

یہ اللہ عزّ و جل پر دُوسرا افتراء ہے ، بکر جلد بتائے کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزّ و جل یا نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلّم نے کہاں بتائی ہے ؟ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اللہ و رسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افتراء ہے ؛ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ، نہ غلط بات ، جس کی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے ؛

(۱۱۶) کریمہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ، حسب حدیث جامع ترمذی شریف قبلہ تحری میں ہے ، اس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمت قبلہ مقرر نہ تھی ، اللہ عزّ و جل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو ، اللہ تعالٰے پر تیسرا افتراء ہے ، تقرر قبلہ روز اوّل سے ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا ، (۱۱۷) بفرض باطل امتیاز سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت ہی کے لئے وضع قبلہ ہوتی ، تو یوں کہ وہ سجدہ جو دوسرے کو کفر ہے اس سجدہ سے ممتاز ہو جائے جو صرف حرام ہے ، اللہ عزّ و جل کا جواز سجدۂ

تحیت کے لئے یہ امتیاز رکھنا اللہ عزّ و جلّ پر چوتھا افتراء ہے۔

(۱۱۸) سجدۂ تحیت و سجدۂ عبادت کا امتیاز اللہ عزّ و جلّ اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے، ساجد اور اُس کا رب جانتا ہے کہ سجدہ کس نیت سے ہے، ساجد کو ممتاز قطعی کے امتیاز کی کیا حاجت، اور اگر یہ امتیاز ناظر کے لئے رکھا ہے، تو جبکہ سجدہ تحیت کے لئے کوئی سمت مقرر نہیں سمت کعبہ بھی ہوگا، پھر دونوں سجدوں کا خلط ہو گیا اور امتیاز نہ رہا۔ ناظر اُس وقت نہیں کہہ سکتا کہ یہ سجدۂ عبادت ہے یا سجدۂ تحیت، بالجملہ یہ امتیاز ساجد کے لئے رکھا، تو لغو و فضول اور ناظر کے لئے تو ناقص و مدخل۔ اللہ عزّ و جلّ ان دونوں سے پاک و منزہ ہے۔ اور اگر امتیاز محض ذہنی ہے، کہ جس میں تقید سمت ملحوظ ہو، سجدۂ عبادت ہے، ورنہ سجدۂ تحیت، تو کلام پھر نیت کی طرف عود کرے گا، ناظر کو اس سے کیا فائدہ، اور ساجد کو اس کی کیا حاجت، امتیاز نیت اس میں بالذات تھا، یہ بالعرض کس لئے بہرحال اللہ عزّ و جلّ کی طرف اس کی نسبت اللہ پر سخت جرأت

(۱۱۹) نوافل میں بیرونِ شہر سواری پر اور نوافل و فرائض اسب میں ہنگام تحری؛ اور اس مریض کو کہ بوجہ مرض، اور اس مارب کو کہ بخوفِ دشمن استقبال پر قادر نہ ہو؛ سمت کعبہ مقرر نہیں؛ اور یہ سب سجدہ عبادت ہیں، تو امتیاز باطل۔

(۱۲۰) بلکہ ہی کی مستند عبارات علمگیری و فتاوے قاضی خاں سے گزرا کہ اگر کفار بادشاہ کے لئے سجدۂ عبادت اکراہ کریں صبر افضل ہے، کہ کفار تعینِ سمت کعبہ نہ چاہیں گے، بلکہ جدھر بادشاہ ہو، تو یہ بے تقرر سمت کیونکر سجدۂ عبادت ہو گیا وَلٰکِنَّ الْجَهَلَةَ یَفْتَرُوْنَ۔

(۱۲۱) طرفہ یہ کہ امتیاز خدا نے ایسا خفیہ مقرر کیا، کہ اس کے رسول کو بھی خبر نہ ہوئی؛ بالا بالا بکر کو چھپی باتی بھیجدی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدے کی اجازت حضور سے مانگی وہ کب تعین سے تھی، اگر اجازت ملتی تو جدھر

حضور جلوہ افروز ہوتے، اُسی طرف سجدہ کیا جاتا، اور زعم بکر میں خدا سجدۂ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کر چکا تھا کہ بہ پابندی سمت ہو، تو اس درخواست سے کسی طرح سجدۂ عبودیت مفہوم نہ ہو سکتا تھا، لیکن بکر کہتا ہے: صد ۹ "حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کیا، اُس وقت آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا"۔

اب دو حال سے خالی نہیں یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بیہودہ اور بے معنے امتیاز مقرر کیا، جس سے رسول تک کو تمیز نہ ہوئی، تو امتیاز کیا خاک ہوا، یا زعم بکر میں معاذ اللہ رسول کی عقل اتنی موٹی، بکر کی مت سے بھی گئی گذری، کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ ہوئی، اور دونوں کفر صریح ہیں، ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے، نہ کہ محقق، نہ کہ مجتہد نہ کہ شارع کہ تصنیف تو تیار ہو جاتی ہے، اور ایمان رخصت، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

(۱۲۲) جب یہ ٹھہری صلا کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ ہے، جو غیر خدا کو جائز نہیں: اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں"۔

تو بلا شبہ مندروں میں جو سجدے کئے جاتے ہیں غیر مقرر سمت کے ہیں، تو بکر نے دوبارہ بتوں لنگ جلہری کو سجدے جائز کر دیئے کیونکہ یہی کرشن مت ہے ۔

(۱۲۳) جبکہ مقرر سمت سے سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت میں امتیاز ہوا، نزول فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ تک امتیاز نہ تھا، تو قطعاً اس وقت سجدۂ تحیت حرام تھا، کہ غیر خدا کے لئے وہ فعل جسے عبادت سے کچھ فرق نہ ہو، حلال نہیں ہو سکتا، اور جب سجدۂ تحیت اس وقت حرام تھا، تو شریعت آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام میں اگر اُس کی حلت بھی تھی تو یقیناً منسوخ ہو گئی، اور اب ناسخ کا ناسخ کوئی ہے نہیں، تو یقیناً سجدۂ تحیت حرام ہے، اور تا قیامت حرام رہیگا، اچھی تقریر سنائی، کہ اپنی ساری چٹائی آپ ہی ڈھائی۔

(۱۲۴) صث "فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ عبادت کریں اس گھر کے پالنے والے کی: اس میں رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ کا لفظ ہے، اور قاعدۂ عرب کے بموجب رَبّ کا لفظ ذی روح پر آتا ہے، اور کعبہ ذی روح نہیں پتھر کا مکان ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس بیت سے مراد قلب آدم ہے" یہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ پر پانچواں افتراء بھی ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے بھی، اور بتصریح کتب عقائد الحاد بھی کہ معنے ظاہر باطل کرکے باطنیہ کی طرح باطنی گھڑے متن عقائد امام اجل نسفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے اَلنُّصُوْصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِهَا وَ الْعُدُوْلُ عَنْهَا اِلٰی مَعَانٍ یَدَّعِیْهَا اَهْلُ الْبَاطِنِ اِلْحَادٌ۔

(۱۲۵) عرب پر بھی افتراء رَبُّ المال و رَبُّ الدار۔ سنے حدیث میں ہے کَلَّا وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ، جانے دے۔ قرآن کریم فرماتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ: اور فرماتا ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ اور فرماتا ہے وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی، اور فرماتا ہے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: اور فرماتا ہے سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ، کیا افق کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا آفتاب نکلتا ہے، اور وہ جس سے تحویل جدی کا، اور وہ حصے جن میں یہ ڈوبتے ہیں، اور وہ جن سے ہر روز آفتاب نکلتا ہے، اور وہ جن میں ڈوبتا ہے، اور شعرے ستارہ، اور آسمان و زمین و عزت سب ذی روح ہیں، اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن مجید جھٹلائے۔

(۱۲۶) یہ عیاری دیکھئے، کہ ذی روح پر جانے کے لئے ترجمہ کیا "اس گھر کے پالنے والے" اور نہ جانا کہ اس گھر کے ساتھ پالنے کا لفظ چسپاں نہیں، جب تک گھر سے مجازاً اس کے ساکن مراد نہ لیں۔ یہ بھی کلام الٰہی میں معنوی تحریف ہے۔

(۱۲۷) مسلمان دیکھیں، ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت حرام ہے۔ خود بکر کی مسلّم و نہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت سؤر کھانے سے بھی بدتر حرام ہے: اسی کے مستند کی

تصریح سے دکھا دیا کہ اس کے حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔ اسی کے منہ قرآن عظیم سے ثابت کر دیا، کہ حرام ہے۔ اس کی مستند لطائف کی تصریح دکھا دی، کہ جمہور اولیاء اس کی ممانعت پر ہیں۔ اب بکر کی ناپاک بد زبانیاں دیکھئے۔

"صنا۔ سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار ہے"۔

"ص۲۳ سوائے چند جاہل اور ضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدۂ تعظیمی کے خلاف نہ تھا"۔

"ص۲۴ اس میں مخالفانہ کلام کرنا شقاوت و سنگدلی ہے"۔

"ص۲۴ اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہونگے"

اب کہیئے، اس کی یہ لعنت و شقاوت وشیطنت کس کس پر ہوئی۔ قرآن پر، فقہ پر، اجماع پر، ائمہ پر، اولیاء پر۔ الحمد للہ کہ یہ سب تو اس سے پاک و منزہ ہیں۔ لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے قائل ہی پر پلٹیں۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔

یہ چھٹا فائدہ تھا عبارت لطائف کا، کہ بکر پر مکر نہ فقط ائمہ کرام و فقہائے عظام و علمائے اعلام بلکہ جمہور حضرات اولیائے فخام کو بھی یہ شیطان ملعون، شقی، سنگدل، راندۂ درگاہ، جاہل، ضدی کہتا ہے۔ مگر قرآن عظیم سے نہ سنا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۔

(۱۲۸) ہم نے دکھا دیا کہ بکر نے ائمہ پر افتراء کئے، کتابوں پر جھوٹے جوڑے رسول اللہ پر تہمتیں باندھیں، واحد قہار پر بہتان اٹھائے۔ جل و علا و صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ قرآن عظیم تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے ہاں کرشن مت جدا ہے۔

(۱۲۹) اپنی ان پاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور قرآن و حدیث و فقہ و اجماع و ائمہ و اولیاء پر ایک اور ملعون تہمت گھڑتا ہے۔

ص۱۹ "جو لوگ سجدۂ تعظیمی کو منع کرتے ہیں، وہ حضرت محبوب

الہی اور اُن کے پیرانِ عظام کو جاہل فاسق بنا چاہتے ہیں
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا . ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوع بشر میں عصمت خاصۂ انبیاء ہے۔ نبی کے سواء کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل یا خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو کُلٌّ مَاخُوْذٌ مِنْ قَوْلِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتباع جمہور کا ہوگا۔ عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ . اور قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا نہ کہ معاذ اللہ ، صاحب قول پر تصحیح ، قدوری و دُرِّ مختار اور بکر کی مسلم نہایت معتمد محقق منقح کتاب ردّ المحتار میں ہے ، اَلْحُكْمُ وَالْفُتْيَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَهْلٌ وَخَرْقٌ لِلْاِجْمَاعِ ، قول مرجوح پر حکم اور فتوے جہل ہے ، اور اجماع کا توڑنا اور قطعاً معلوم کہ اجماع امت کا توڑنے والا کم از کم فاسق ائمہ میں کون ایسا ہے ، حتےٰ کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ معاذ اللہ معاذ اللہ نہ جاہل نہ فاسق ، لیکن جو قول جمہور کے خلاف اُن کسی کے قولِ مرجوح پر حکم یا فتوے دے وہ ضرور جاہل و فاسق ہے ۔ حضرت سیدنا محبوب الہیٰ اور اُن کے پیران عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہم محبوبانِ خدا ہیں ، اور جواز سجدۂ تحیت کہ جمہور اولیاء و اجماع علماء و فقہ و حدیث و قرآن کے خلاف ہے ، مرجوح و مہجور ، اور ویسے قول کی سند سے یہ جو اس پر فتوے دے رہا ہے ، جاہل و فاسق ضرور ۔ جاہل و فاسق کی کیا گنتی جبکہ وہ جملہ ائمہ و جمہور اولیاء کو شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ کہہ کر خود ایسا ہو چکا ہے سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ .

تنبیہ : فقیر کا رسالہ مقال عرفا باعزاز شرع و علماء ملاحظہ ہو ، اکابر اولیائے عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ارشادات کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے ، اور شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں ، حضرات اولیاء جن کی ولایت ثابت و محقق ہے اُن سے جو

قول و فعل یا حال ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلافِ شرعِ مطہر ہو، اولاً اگر وہ سندِ صحیح و واجب الاعتماد سے ثابت نہیں، ناقل پر مردود ہے اور دامنِ اولیاء اُس سے پاک، بلکہ اولیاء تو اولیاء امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء شریف میں تصریح فرمائی ہے کہ کسی مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہ ہو لَا یَجُوْزُ نِسْبَۃُ مُسْلِمٍ اِلَی الْکَبِیْرَۃِ مِنْ غَیْرِ تَحْقِیْقٍ۔ نَعَمْ یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ قَتَلَ ابْنُ مُلْجِمٍ عَلِیًّا فَاِنَّ ذٰلِکَ ثَبَتَ مُتَوَاتِرًا۔ فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّرْمٰی مُسْلِمٌ بِفِسْقٍ وَّ کُفْرٍ مِنْ غَیْرِ تَحْقِیْقٍ۔ اور یہ تواتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی طرف منسوب کسی المارئ میں ملا، چھاپے نے اُسے چھاپ کر شائع کر دیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشناختہ بازار میں کوئی بات مُنہ سے نہ نکالے اور اُسے ہزار آدمی سُنیں اور نقل کریں ناقل ہزار ہیں، لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فردِ مجہول ہے، تو تواتر درکنار، صحت ہی نہیں، آج کل حضرات اولیائے کرام کے نام سے بہت کتابیں نظم و نثر ایسی ہی شائع ہو رہی ہیں، ع پس بہر دستے نباید داد دست۔ یہ چال بعض علماء کے ساتھ بھی چلی گئی ہے۔ ایک کتاب عقائد امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام سے چھپی، جس سے وہ ایسے ہی بری ہیں جیسا اُس کا مفتری حیا و دیانت سے، شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتابوں میں وہابی کش دفتر دیکھ کر کسی وہابی نے اُن کے نام سے ایک گھڑی، اور چھاپی گئی ہے، ثانیاً، اگر یہ ثبوت معتمد ثابت ہے اور گنجائش تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت مندفع، اولیاء کی شان تو ارفع، ہر مسلمان سُنی کے کلام میں تاحدِ امکان تاویل لازم، امام علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فِیْ اَدَبِ الْعِلْمِ وَ الْمُتَعَلِّمِ مِنْ مُقَدَّمَۃِ شَرْحِ الْمُھَذَّبِ یَجِبُ عَلَی الطَّالِبِ اَنْ یَّحْمِلَ اِخْوَانَہٗ عَلَی الْمَحَامِلِ الْحَسَنَۃِ فِیْ کَلَامٍ یُفْھَمُ مِنْہُ نَقْصٌ اِلٰی سَبْعِیْنَ

مُحْتَمِلًا ثُمَّ قَالَ وَلَا یَعْجِزُ عَنْ ذٰلِكَ اِلَّا كُلُّ قَلِیْلِ التَّوْفِیْقِ ثالثاً اگر تاویل ناممکن، مگر محتمل ہو، کہ وہ کلام اُن کے مناصب رفیع ولایت و امامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے، تو اُسی پر حمل کریں گے، اور نہ اس سے استناد جائز، نہ اُن پر اعتراض۔ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں یُحْتَمَلُ مِنْ خَطَاءِ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَئِمَّۃِ اِنَّمَا وَقَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَبْلَ بُلُوْغِهٖ مَقَامَ الْكَشْفِ كَمَا یَقَعُ فِیْهِ كَثِیْرٌ مِمَّنْ یَنْقُلُ كَلَامَ الْاَئِمَّۃِ مِنْ غَیْرِ ذَوْقٍ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ مَا قَالَهُ الْعَالِمُ اَیَّامَ بِدَایَتِهٖ وَ تَوَسُّطِهٖ وَلَا بَیْنَ مَا قَالَهُ اَیَّامَ نِهَایَتِهٖ رابعاً یہ بھی ناممکن ہو، تو جن کی ولایت و امامت ثابت و محقق ہے، اُن کے ایسے فعل کو افعالِ خضر علیہ الصلوٰۃ و السلام سے ٹھہرائیں گے، اور ایسے کلام کو متشابہات سے، کہ نہ اُن پر طعن کریں نہ اُس سے بحث، اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے قال اللہ تعالٰی وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ۔ متشابہات جس طرح اللہ و رسول کے کلام میں ہیں، یوں ہی اُن اکابر کے کلام میں ہوتے ہیں كَمَا اَفَادَهٗ اِمَامُ الطَّرِیْقَۃِ لِسَانُ الْحَقِیْقَۃِ سَیِّدِیْ مُحْیِ الْمِلَّۃِ وَ الدِّیْنِ اِبْنُ الْعَرَبِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یہ ہے بحمد اللہ تعالٰی طریقِ سلامت، اور اللہ عز و جل کے ہاتھ ہدایت وَ اللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

فصل چہارم

سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام کی بحث اور دلائلِ قاہرہ سے بطلانِ استدلال مجوّزین کا ثبوت

مجوّزین کے ہاتھ میں لے دے کر جو کچھ سند ہے یہی ہے، اور اسے یوں
رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے ثابت ہوا، کہ یہ شریعت آدم و یوسف کا
حکم تھا، اور شرائع سابقہ قطعاً حجّت ہیں، جب تک اللہ و رسول
انکار نہ فرمائیں، اور یہاں انکار نہیں، تو قرآن کریم سے قطعاً جواز ہے
اور یہ حکم تا قیامت باقی ہے، کہ اوّل تو یہ خبر ہے، اور خبر منسوخ
نہیں ہو سکتی، اور ہو، تو قطعی کا ناسخ قطعی چاہیئے، وہ یہاں مفقود
اور احادیث احادنا مسموع و مردود۔ یہ ہے وہ جسے بکر نے طویل
تقریرات پریشان میں بیان کیا، نصف ص۱۱ سے اخیر ص۱۲ تک اور
ص۹ میں ۵ سطریں، ص۲۴ میں ۹ سطریں، نیز صفحہ ۴ و ۵ میں ۱۲
سطریں اسی کی تکمیل ہیں، غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے
بلکہ اس انضباط سے ہے بھی نہیں، جو ہم نے ان دو سطروں میں کر دیا
مگر یہ حقیقۃً نسج العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، اس میں
ایک فقرہ بھی صحیح نہیں، جیسا کہ بعونہٖ تعالےٰ ابھی مشاہدہ ہوگا۔

(۱۳۰) اگر دین و عقل و ادب ائمہ نصیب ہو، اگر آدمی آئینہ میں
اپنا منہ دیکھے، اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی شناعت جانے
اگر ہلدی کی گرہ پنساری نہ بنے، تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا، کہ قرآن
کریم کی یہ آیتیں ائمہ دین و جماہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالےٰ
عنہم سے مخفی نہ تھیں، بحث شرائع سابقہ و نسخ و فرق قطعی و ظنی
کے مسائل یقیناً ان کے پیش نظر تھے، آخر انہوں نے سجدۂ تحیت
کی تحریم و ممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی، یا ایسے پیش
افتادہ اعتراضوں کی ان میں کسی کو سوجھ نہ ہوئی، کیا وہ سب
کے سب تم سے بھی علم و فہم و عقل و دین میں گئے گذرے تھے

(۱۳۱) جانے دو، ردّ المحتار و فتاوے قاضی خاں پر تمہارا ایمان ہے
کہ "ص۱۲ پر نہایت معتبر و مشہور کتابیں ہیں، قرآن و حدیث کے
غور و احقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے"۔ ہم نے انہیں کتابوں
سے دکھا دیا کہ سجدۂ تحیت کم از کم حرام و گناہ و کبیرہ ہے،

اور سؤر کھانے سے بھی بدتر۔ قرآن مجید میں سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام کی آیتیں انہیں نہ سوجھیں، تو خاک غور و احقاق کیا، یہ بھی جانے دو۔ اسی غور و احقاق والی رد المحتار سے انہیں تمام بے سرد پا تقریر کا خاص رد لو۔ رد المحتار کی جلد پنجم کتاب الحظر و الاباحۃ میں قبیل فصل فی البیع ہے اِخْتَلَفُوْا فِیْ سُجُوْدِ الْمَلٰئِکَۃِ قِیْلَ کَانَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَ التَّوَجُّہِ اِلٰی اٰدَمَ لِلتَّشْرِیْفِ کَاسْتِقْبَالِ الْکَعْبَۃِ وَ قِیْلَ بَلْ لِاٰدَمَ عَلٰی وَجْہِ التَّحِیَّۃِ وَ الْاِکْرَامِ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا تاتارخانیہ قَالَ فِیْ تَبْیِیْنِ الْمَحَارِمِ وَ الصَّحِیْحُ الثَّانِیْ وَ لَمْ یَکُنْ عِبَادَۃً لَہٗ بَلْ تَحِیَّۃً وَ اِکْرَامًا وَ لِذَا امْتَنَعَ عَنْہُ اِبْلِیْسُ وَ کَانَ جَائِزًا فِیْمَا مَضٰی کَمَا فِیْ قِصَّۃِ یُوْسُفَ قَالَ اَبُوْ مَنْصُوْرُ الماتریدی وَ فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی نَسْخِ الْکِتَابِ بِالسُّنَّۃِ۔ یعنے سجدہ ملائکہ میں علماء کو اختلاف ہوا، بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ اور آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اعزاز کے لیے منہ ان کی طرف تھا، جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے۔ اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کو تحیت و تکریم کے طور پر تھا۔ پھر اس حدیث سے منسوخ ہو گیا۔ کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور تبیین المحارم میں فرمایا۔ صحیح قول دوم ہے اور یہ ان کی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت و تکریم۔ و لہٰذا ابلیس اس سے باز رہا۔ اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام میں ہے۔ امام اجل علم الہدے امام اہل سنت سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ اس پر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہو جاتا ہے۔ انتہی بلفظہ الصافات۔ اس غور و احقاق قرآن والی مشہور معتبر کتاب نے

آپ کا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگا رکھا۔ و للہ الحمد ؛
(۱۳۲) اگر بکر ربقۂ تقلید گردن سے نکال کر خود محقق بن کر یہ استدلال کرے تو استغفر اللہ! کیا امکان ہے کہ حرف چل سکے ؛

فاقول و باللہ التوفیق اوّلاً سرے سے اس کا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ و السلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے اور ہرگز نہ دے سکے گا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی آفرینش سے پہلے رب عز و جل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ؕ جب میں اُسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی طرف کی رُوح پھونک دوں، اس وقت تم اس کے لئے سجدہ میں گرنا تو اس وقت تک نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا، نہ کوئی شریعت اتری؛ ملائکہ و بشر کے احکام جُدا ہیں، جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت مِنْ قَبْلِنَا نہیں۔ قصۂ یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ تھی، کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام فعل ممنوع نہیں کرتے؛ ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے، یا تو ان کی شریعت میں اس کے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی، کہ حکم شرعی ہے؛ یا ان کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو، تو ہر فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے؛ مباح ہے یہ اباحت اصلیہ ہوگی، کہ حکم شرعی نہیں، بلکہ عدم حکم ہے؛ اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہرگز ثابت نہیں، کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا؛ تو شریعت مِنْ قَبْلِنَا ہونا کب ثابت، بحمدہ تعالےٰ شبہ کا اصل مبنیٰ ہی ساقط ؛

(۱۳۳) ثانیاً، قرآن کریم سے سجدۂ مبحوث عنہا کا جواز قطعاً ثابت ہونا بوجوہ باطل؛ وجہ اوّل، علماء کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا۔ سرخم کرنا۔ ابو الشیخ کتاب العظمۃ

امام محمد بن عباد بن جعفر مخزومی سے راوی: قَالَ کَانَ سُجُوْدُ الْمَلٰٓئِکَۃِ لِاٰدَمَ اِیْمَاءً۔ آدم علیہ الصلوٰۃ و السّلام کو ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابو الشیخ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج سے تفسیر قولہ تعالٰی وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا میں راوی قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ اَبَوَیْہِ وَاِخْوَتَہٗ سَجَدُوْا لِیُوْسُفَ اِیْمَاءً بِرُءُوْسِہِمْ کَھَیْئَۃِ الْاَعَاجِمِ وَکَانَتْ تِلْکَ تَحِیَّتَہُمْ کَمَا یَصْنَعُ ذٰلِکَ نَاسٌ الْیَوْمَ۔ ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اُن کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا، جیسے اہل عجم کے یہاں یہ اُن کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاوراتِ عرب سے اس معنے سجدہ کا اثبات کیا۔ امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا، اور قولِ اول کو ضعیف کہا، سجدۂ ملائکہ میں فرماتے ہیں لَمْ یَکُنْ فِیْہِ وَضْعُ الْوَجْہِ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّمَا کَانَ اِنْحِنَاءً فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ اَبْطَلَ ذٰلِکَ بِالسَّلَامِ یعنے وہ زمین پر مُنہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا، جب اسلام آیا، اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرما دیا۔ سجدۂ یوسف میں فرماتے ہیں لَمْ یُرِدْ بِالسُّجُوْدِ وَضْعَ الْجِبَاہِ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّمَا ھُوَ الْاِنْحِنَاءُ وَالتَّوَاضُعُ وَقِیْلَ وَضَعُوا الْجِبَاہَ عَلَی الْاَرْضِ عَلٰی طَرِیْقِ التَّحِیَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ وَکَانَ جَائِزًا لِلْاُمَمِ السَّابِقَۃِ فَنُسِخَ فِیْ ھٰذِہِ الشَّرِیْعَۃِ۔ یعنے سجدے سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں، وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا۔ اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی۔ اور یہ اگلی اُمتوں میں جائز تھا، اس شریعت میں منسوخ ہو گیا۔ بعینہٖ یوں ہی خازن میں ہے۔ دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اقتصار فرمایا۔ جلال الدین سجدۂ آدم میں فرماتے ہیں، وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سُجُوْدَ

تَحِیَّۃً بِاِنْحِنَاءٍ، سجدۂ تحیت میں فرماتے ہیں خَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا مُّنْجُوْد اِنْحِنَاءٍ لَا وَضْعَ جَبْهَةٍ وَ كَانَ تَحِیَّتُہُمْ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ، جلال محلی سورۂ کہف میں فرماتے ہیں وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ لَا وَضْعَ جَبْهَةٍ، اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں، خطبۂ جلالین میں ہے ھٰذَا تَکْمِلَةُ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَلَّفَہُ الْاِمَامُ جَلَالُ الدِّیْنِ الْمَحَلِّیْ عَلٰی نَمَطِہٖ مِنَ الْاِعْتِمَادِ عَلٰی اَرْجَحِ الْاَقْوَالِ، تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح یہی قول دوم ہے، کہ صرف جھکنا تھا نہ سجدۂ معرفہ، گروہ دیگر کے نزدیک قولِ اول راجح ہے، وَبِہٖ اَقُوْلُ لِقُعُوْدِ اَوْ خَرُّوْا، بہر حال خود اختلاف نافی قطعیت ہے، نہ کہ ترجیح بھی مختلف ۔

(۱۳۴) بکر کا ص۵ پر اس سے بچاؤ کے لئے زعم کہ " سجدے کی صورت سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے، اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے، وہ اسلامی سجدہ نہیں، بلکہ رکوع کے مشابہ ہے، سخت جہالت ہے، کیا امام اجل محمد بن عباد تابعی تلمیذ اُمّ المؤمنین صدیقہ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امام جلیل احد تبع التابعین ابن جریج تلمیذ امام ہمام جعفر صادق و استاذ الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ، اور امام محی السنہ بغوی و امام فخر الدین رازی و امام خازن و امام جلال الدین المحلی و امام جلال الدین سیوطی وغیرہم اکابر معاذ اللہ غیر مسلم اقوام سے ہیں، یا اصطلاحات کفار سے قرآنِ عظیم کی تفسیر کرتے ہیں ۔

(۱۳۵) سجدۂ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو، فوراً بشکلِ رکوع بھی ادا ہو جاتا ہے، یوں ہی رکوع نماز میں اس سجدہ کے نیّتہ کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل درمیان نہ ہو، اور ایک روایت میں بیرونِ نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے، تنویر الابصار و دُرّ

محتار (تُؤَدِّيَ رَكُوْعِ وَ سُجُوْدٍ) غَيْرِ رَكُوْعِ الصَّلٰوةِ وَ سُجُوْدِهَا) (فِي الصَّلٰوةِ لَهَا) اَيْ لِلتِّلَاوَةِ (وَ) تُؤَدِّيْ (بِرُكُوْعِ صَلٰوةٍ عَلَى الْفَوْرِ) ، ردّ المحتار میں ہے وَ رَدَّى فِيْ غَيْرِ الظَّاهِرِ اَنَّ الرُّكُوْعَ يَنُوْبُ عَنْهَا خَارِجَ الصَّلٰوةِ اَيْضًا جہالت سے شرعی احکام کو غیر اسلامی کر دیا۔

(۱۳۶) **وجہ دوم** اگر یہ سجدہ مشہور تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے، کہ سجدہ آدم و یوسف کو تھا یا اللہ عزّ و جلّ کو۔ اور آدم و یوسف قبلہ۔ ابن عساکر ابو ابراہیم مزنی سے راوی۔ اِنَّهٗ سُئِلَ عَنْ سُجُوْدِ الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ اٰدَمَ كَالْكَعْبَةِ؛ یعنے ان سے سجدہ ملائکہ کے بارے میں استفسار ہوا، فرمایا اللہ عزّ و جلّ نے آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کو کعبہ کی طرح کر دیا۔

معالم و خازن وغیرہما میں ہے وَ قِيْلَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اَيْ اِلٰى اٰدَمَ فَكَانَ اٰدَمُ قِبْلَةً وَ السُّجُوْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى كَمَا جُعِلَتِ الْكَعْبَةُ قِبْلَةَ الصَّلٰوةِ وَ الصَّلٰوةُ لِلّٰهِ تَعَالٰى، یعنے بعض نے کہا معنے آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو۔ تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالےٰ کو، جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے، اور نماز اللہ تعالےٰ کے لئے، نیز سورۂ یوسف میں ہے وَ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَعْنَاهُ خَرُّوْا لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ سُجَّدًا سُجَّدًا بَيْنَ يَدَيْ يُوْسُفَ وَ الْاَوَّلُ اَصَحُّ. ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے لئے یوسف کے سامنے سجدے میں گرے اور اوّل زیادہ صحیح ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی، حَيْثُ قَالَ الْوَجْهُ الثَّانِيْ اِنَّهُمْ جَعَلُوْا يُوْسُفَ كَالْقِبْلَةِ وَ سَجَدُوْا لِلّٰهِ شُكْرَ النِّعْمَةِ وِجْدَانِهٖ وَ هٰذَا التَّاوِيْلُ حَسَنٌ فَاِنَّهٗ يُقَالُ صَلَّيْتُ لِلْكَعْبَةِ كَمَا يُقَالُ صَلَّيْتُ اِلَى الْكَعْبَةِ. قَالَ حَسَّانُ ع اَلَيْسَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰى بِقِبْلَتِكُمْ۔ اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر محلِ نزاع سے خارج ہے۔ نزاع اس میں ہے

کہ غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کیا جائے۔

صلا پر تحریر بکر کا سرنامہ ہے "پیروں اور مزاروں کو تعظیمی سجدہ"

صہ "عبادت کے سجدے اور تعظیم کے سجدے میں بہت فرق ہیں، عبادت کا سجدہ غیر خدا کو کرنے کی مخالفت فرمائی۔"

صلا "عبادت کا سجدہ غیرِ خدا کو جائز نہیں، اور غیر مقرر سمت کے جائز ہیں۔"

صے "تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے، نہ یہ کہنا ہے کہ غیرِ خدا کو سجدہ کرو، نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا۔"

صہ "وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو، اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے، اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے۔"

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں، ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، فرمایا آدمی کو زیبا نہیں کہ سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرے۔

صلا "خدا کی مرضی تھی کہ خلافت کی تعظیم وہی ہو، جو میری، اس واسطے آدم کو سجدہ کرایا۔"

صلا "مسجود خلائق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں، یا کسی خدا کے۔"

صلا "ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدہ تعظیمی کرتا تھا۔"

صکا "سیر الاولیاء سے، در امم ماضیہ رعیت مر بادشاہ را، و اُمت مر پیغمبر را سے کردند۔"

صلا "ترجمہ پہلی اُمتوں میں رعیت بادشاہ کو اور اُمت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی۔"

صلا لطائف سے، اَلْقَوْمُ لِلنَّبِیِّ وَ الْمُرِیْدُ لِلشَّیْخِ وَالرَّعِیَّۃِ لِلْمَلِکِ وَ الْوَلَدُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ الْعَبْدُ لِلْمَوْلٰی۔

صلا سَجَدَ الرَّجُلِ لِلسُّلْطَانِ وَ لِغَیْرِہٖ یُرِیْدُ بِہِ التَّحِیَّۃِ لَا یُکْفَرُ، "سجدۂ تحیت آدمی کے لئے ہے، سجدۂ عبادت خدا کے

لئے "۔ ایضاً " سجدۂ تحیت نبی کے لئے، پیر کے لئے، بادشاہ کے لئے، والدین کے لئے، آقا کے لئے۔

ایضاً: "بادشاہ کو سجدہ کیا، یا اور کسی کو، اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں "۔

ص۲۳ " سجدۂ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا "۔

ایضاً " بزرگوں کو تعظیمی سجدہ "۔

ص۲۴ " مزاروں کو سجدہ "۔

غرض اول تا آخر تحریر بکر شاہد، اور خود ہر شخص آگاہ کہ غیر خدا کو سجدہ کرنے میں کلام ہے، نہ کہ غیر کی طرف: کعبہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے، اور کعبے کو سجدہ کرے تو کافر۔

(۱۳۷) بکر نے بعلت عادت خود کشی کہ هُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ۔ ص۱۰ پر " سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت " کی سرخی دے کر اپنی اگلی پچھلی ساری کارروائی خاک میں ملائی۔ نافع و مضر میں بے تمیزی اس پر لائی، کہ وہی قول مان لیا، جس پر سجدۂ آدم کو نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا، اور اسی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا: تصریح کر دی کہ " درحقیقت آدم کو سجدہ نہ تھا، بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ تھا، آدم محض ایک سمت تھے، جیسے کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے: تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہو سکتا ہے، اور آدم کا وجود جو خلیفۃ اللہ ہے، اور نور الٰہی کا زندہ خزانہ ہے، سجدہ کی سمت نہیں ہو سکتا، بالکل عیاں ہے، کہ کعبہ کی طرح آدمی بھی سجدۂ تعظیمی کی سمت مجازی ہے "۔

چلیئے سارا دفتر گاؤ خورد۔ جس شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اس کے سر میں کیا ہے، اور منہ سے کیا نکلتا ہے، اور یہ ادراک نہ ہو، کہ وہ اپنا گھر بناتا ہے یا یکسر ڈھا رہا ہے: اس کا مدارک علمیہ میں دخل دینا عجب تماشا ہے۔

(۱۳۸) وہ جو ص۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل: اور ص۲۲ پر

اُس کا ترجمہ کیا ہے۔ کہ "مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں۔ بلکہ تعظیم ہے۔ اپنے معبود کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے" یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیا ناس لگا لینا ہے۔ یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے۔ مشائخ کو سجدہ کا مشائخ کے سامنے سجدہ رہ گیا۔ اب کسے روئیں گے۔ وہ چھتیس جگہ لام اور را اور کو جو نمبر ۱۳۴ میں گذرے۔

(۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے۔ کہ مُنہ سے نکل گیا۔ ہرگز یہ بکر کے دل کی نہیں۔ کہ مشائخ کو سجدۂ تحیت نہ ہو۔ صرف اُن کے سامنے ہو۔ نہ ہرگز یہ اُن کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے۔ بلکہ یقیناً مشائخ و مزارات ہی کو سجدہ کرتے۔ اور اسی کا قصد رکھتے۔ اور اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں۔ تو بکر پر یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوْبِهِمْ صادق ہے مُنہ سے کہتے ہیں وہ جو دل میں نہیں۔

(۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ مشائخ کو نہیں۔ وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ عزّ و جلّ کو۔ اب سجدۂ عبادت و تحیت کا تعدد باطل۔ کیا اللہ کو کبھی سجدۂ معبود سمجھ کر ہوگا۔ وہ سجدۂ عبادت ہے۔ اور کبھی بغیر معبود سمجھے۔ وہ سجدۂ تحیت ہے۔ حاشا اُسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہوگا۔ تو صرف سجدۂ عبادت ہی رہ گیا۔ سجدۂ تحیت خود ہی باطل ہوا۔ اور صفحہ ۵ و ۶ و ۷ وغیرہ کی ساری لفاظیاں باطل و لغو ہو گئیں۔

(۱۴۱) لغو ہی نہیں۔ بلکہ مراد بکر پر پانی پھیر گئیں۔ جب ہر سجدہ سجدۂ عبادت ہے۔ اور اُسے اقرار ہے۔ کہ سجدۂ عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے صرف کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے۔ تو مشائخ یا مزارات کو اُس کی سمت بنانا اللہ عزّ و جلّ سے صریح مخالفت و حرام ہے۔

(۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ اور قطعی و ظنی کا سب جھگڑا خود ہی چکا دیا۔ اللہ عزّ و جلّ قرآن عظیم میں فرما چکا اَيْنَمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو مُنہ کرو۔ تو جس طرح

اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا۔ اور جو اس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے۔ یوں ہی آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام کے یہاں جو معظمین دین کو سمت بنانا تھا وہ بھی بعینہٖ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا۔ اور مشائخ و مزارات کو سمت بنانے والا حکم الٰہی کا مخالف و مستحق نار ہو گیا۔ جیسے کوئی بہن سے نکاح کرے۔ اس سند سے کہ شریعت آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام میں جائز تھا۔ واقعی علٰے نفسہا تجنی براقش۔

(۱۴۳) اب وہ بیہودہ قیاس کہ "کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ الخ" خود ہی مردود ہو گیا۔ نص قطعی کے مقابل قیاس کار ابلیس ہے کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۔

(۱۴۴) اور وہ قیاس بھی کتنا اوندھا۔ پتھروں کا بنا ہوا بے جان کعبہ تو اعلٰے سجدے سجدۂ عبادت کی سمت حقیقی ہوا اور خلیفۃ اللہ زندہ خزانۂ انوار الٰہی ادنٰے سجدے سجدۂ تحیت کی بھی سمت حقیقی نہ بن سکے۔ صرف مجازی ہو۔ یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا۔

(۱۴۵) جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے۔ تو سمت حقیقۃً متحقق موجود مشاہد کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے۔

(۱۴۶) جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانیں۔ ان سے اس کی کیا شکایت، کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں، ورنہ پہاڑوں پر اور کنوئیں میں نماز باطل ہو؛ ہاں کرشن مت میں کعبے کی حقیقت اتنی ہی ہوگی، کہ پتھر کا گھر، جیسے مندر کی مورتیں۔

(۱۴۷) اس بیہودہ قرار داد اور بے معنی قیاس نے کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰے عنہ کا رد کر دیا۔ عبارت سیر الاولیاء کہ بکر نے ص۱۹ پر جس کا حوالہ دیا۔ قصہ سیاح کے بعد اس کی ابتداء یوں ہے۔ "بعدہٗ فرمودند معہذا پیش من روئے بر زمین مے آوردند من کارہ ام"۔ جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے، خدا کے

سجدے کو بُرا سمجھنا کیا معنے! اپنے سمت بننے کو بُرا جاننا کس لئے کیا پتھروں کا کعبہ سمت سجدہ ہو سکتا ہے، اور خلیفۃ اللہ اور انوارِ الٰہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا!" اگر وہ اپنے آپ کو خزانۂ انوارِ الٰہی نہ جانتے تھے، تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے، یہ کیا حجت ہوئی، کہ "صہ۹ اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے"، شیخ تو خزانۂ انوار الٰہی تھے، یہاں منع کرنے کو معاذ اللہ وہاں کی تجہیل و تسفیق سے کیا علاقہ ؟

(۱۴۸) صدرِ کلام سے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سجدۂ تحیت سے کارہ ہونا اُڑا دیا، یہ خیانت کی فہرست میں اضافہ ہے ؟

(۱۴۹) یہی ردِ عبارت لطائف کا کر لیا، خود صہ۷۱ پر حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا "ایک مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا یہ سجدہ نامشروع ہے، مخدوم نے فرمایا، میں نے بارہا منع کیا، اور اس حرکت سے روکا ہے، یہ باز نہیں آتے"۔ اللہ کو سجدے سے روکنا اور بارہا منع کرنا، اور بکر صاحب کا ترجمہ میں اُسے حرکت کہنا کیا معنے!

(۱۵۰) عالم نے کہا، یہ سجدہ نامشروع ہے، حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تائید فرمائی، کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اس سجدہ کو نامشروع جانتے تھے، ورنہ حق سے سکوت درکنار، باطل کی تائید نہ فرماتے، یہ عبارت لطائف کا آٹھواں فائدہ ہوا، وجہ دوم میں یہ ۱۴ نمبر اس وجہ پر زائد تھا، مگر اصل بحث کے کمال مؤید، کہ بکر کے ہاتھوں یُخۡرِبُوۡنَ بُیُوۡتَهُمۡ بِاَیۡدِیۡهِمۡ آشکارا ہوا، اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ویران کرتے ہیں، وَ اَیۡدِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے، یہ گذشتہ و آئندہ کے کثیر نمبروں سے آشکار، فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ، آنکھوں والو! عبرت پکڑو ؟

وجہِ سوم: آیت سورۂ یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام میں ایک وجہ نفیس اور ہے، جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا، امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں، کہ انہوں نے فرمایا، معنے آیت یہ ہے کہ یوسف کے پانے پر اللہ کے لئے سجدۂ شکر کیا، امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں، میرے نزدیک آیت کے یہی معنے متعین ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام کا یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کو سجدہ کرنا از بس بعید ہے، اور یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کا اُسے روا رکھنا اُن کے دین و عقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور علم و دین و درجاتِ نبوت میں ان سے زیادہ، اور وہ اُلٹا انہیں سجدہ کریں، کبیر کی عبارت یہ ہے اَلْاَوَّلُ وَ هُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ رِوَايَةِ عَطَاءٍ اِنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الْاٰيَةِ اِنَّهُمْ خَرُّوْا لَهٗ اَیْ لِاَجْلِ وِجْدَانِهٖ سَجَدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَحَاصِلُ الْكَلَامِ اِنَّ ذٰلِكَ السُّجُوْدَ كَانَ السُّجُوْدُ سُجُوْدًا لِلشُّكْرِ فَالْمَسْجُوْدُ لَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا اِنَّ ذٰلِكَ السُّجُوْدَ اِنَّمَا كَانَ لِاَجْلِهٖ وَعِنْدِيْ اَنَّ هٰذَا التَّاْوِيْلَ مُتَعَيِّنٌ لِاَنَّهٗ يَسْتَبْعِدُ مِنْ عَقْلِ يُوْسُفَ وَ دِيْنِهٖ اَنْ يَّرْضٰى بِاَنْ يَسْجُدَ لَهُ اَبُوْهُ مَعَ سَابِقَتِهٖ فِيْ حُقُوْقِ الْاُبُوَّةِ وَ الشَّيْخُوْخَةِ وَ الْعِلْمِ وَ الدِّيْنِ وَ كَمَالِ النُّبُوَّةِ پھر فرمایا اَلْوَجْهُ الْخَامِسُ لَعَلَّ التَّحِيَّةَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ هُوَ السُّجُوْدُ وَ هٰذَا فِيْ غَايَةِ الْبُعْدِ لِاَنَّ الْمُبَالَغَةَ فِي التَّعْظِيْمِ كَانَتْ اَلْيَقُ بِيُوْسُفَ مِنْهَا بِيَعْقُوْبَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ فَلَوْ كَانَ الْاَمْرُ كَمَا قُلْتُمْ لَكَانَ مِنَ الْوَاجِبِ اَنْ يَّسْجُدَ يُوْسُفُ لِيَعْقُوْبَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ

(۱۵۲) وجہِ چہارم: سب جانے دو، وہ انہیں کو سجدہ معروف سہی، اور وہ اُن کی شریعتوں کا حکم ہی سہی، تو شرائع سابقہ کا

ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں۔ ائمہ اہلِ سنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے۔ بعض کے نزدیک وہ اصلاً حجت نہیں، نہ اُن پر عمل جائز، جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو، اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ اور شافعیہ کا ہے، اور اسی پر امام اہلِ سنت قاضی ابو بکر باقلانی اور امام فخر الدین رازی و سیف آمدی ہیں۔ بعض کے نزدیک حجت ہیں، جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو۔ اکثر حنفیہ اسی پر ہیں۔ اصولِ امام فخر الاسلام میں ہے قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ يَلْزَمُنَا شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا حَتّٰى يَقُوْمَ الدَّلِيْلُ عَلَى النَّسْخِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَلْزَمُنَا حَتّٰى يَقُوْمَ الدَّلِيْلُ شرح امام عبد العزیز بخاری میں ہے ذَهَبَ اَكْثَرُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَطَائِفَةٌ مِنْ اَصْحَابِنَا وَ اَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ اِلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمْ يَكُنْ مُتَعَبِّدَ الشَّرَائِعِ قَبْلَنَا وَ اِنَّ شَرِيْعَةَ كُلِّ نَبِيٍّ يَنْتَهِيْ بِوَفَاتِهٖ عَلٰى مَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْمِيْزَانِ اَوْ بِبَعْثَةِ نَبِيٍّ اٰخَرَ عَلٰى مَا ذَكَرَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ وَ بِتَجَدُّدِ لِلثَّانِيْ شَرِيْعَةٍ اُخْرٰى فَعَلٰى هٰذَا لَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهَا اِلَّا بِمَا قَامَ الدَّلِيْلُ عَلٰى بَقَائِهٖ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ يَلْزِمُنَا فِيْمَا لَمْ يَثْبُتْ اِنْتِسَاخُهٗ۔ مسلم الثبوت میں ہے وَ عَنِ الْاَكْثَرِيْنَ الْمَنْعُ وَعَلَيْهِ الْقَاضِيْ وَ الرَّازِيْ وَ الْاٰمِدِيْ۔

(۱۵۳) وجہِ پنجم۔ وہ کوئی حکم عام نہیں، وہ واقعہ حال ہیں، اور باتفاقِ عقل و نقل واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا۔ اب جو اُس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں، تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامع نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں، تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو، بلکہ قیاس کہ ظنی ہے۔

(۱۵۴) ثالثاً حجت ماننے والے بھی اُس حالت میں حجت مانتے ہیں، کہ ہماری شرع نے اُس پر انکار نہ فرمایا ہو، اور یہاں انکار ثابت ہے کہ فرمایا لَا تَفْعَلُوْا نہ کرو۔ لَا يَنْبَغِيْ لِمَخْلُوْقٍ اَنْ يَّسْجُدَ اِلَّا اللّٰهَ تَعَالٰى

کسی مخلوق کو غیر خدا کا سجدہ لائق نہیں۔ بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں تو ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں۔ ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے، اور انکار خاص اس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں، ورنہ بکثرت استحالے لازم آئیں گے۔ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا سے اصل و فرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہو جائیگا۔ وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَآءً سے بہن بھائی کا۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ سے محض بربنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں پھینکنا۔ فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا سے برملا برہنہ نکلنا۔ فَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا سے حرہ اجنبیہ کی ساقیں دیکھنا مجمع کو دکھانا۔ وَيَعْمَلُوْنَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ سے زید و عمر کے بت بنانا۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ سے اپنے نسیان کے بدلے گھوڑوں کا قتل اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ۔

(۱۵۵) بکر نے حسب عادت یہاں بھی کتابوں پر افتراء کئے۔ ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح بیان کیا کہ اَلْمَرْوِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ نَصًّا اِنَّ كُلَّ مَكْرُوْهٍ حَرَامٌ اِلَّا اِنَّهُ لَمَّا لَمْ يَجِدْ فِيْهِ نَصًّا قَاطِعًا لَمْ يُطْلِقْ عَلَيْهِ لَفْظَ الْحَرَامِ یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے۔ اس کا ترجمہ یہ بیان کیا۔ صلا "جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اس پر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا" یہ ہدایہ پر افتراء ہے۔

(۱۵۶) ابتدائے عبارت سے وہ الفاظ کہ امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کتر لئے کہ چال یہ کھلے۔ یہ خیانت ہے۔

(۱۵۷) ملا رد المحتار کی عبارت نقل کی شرع من قبلنا حُجَّةٌ لَّنَا اِذَا قَصَّهُ اللّٰهُ اَوْ رَسُوْلُهُ مِنْ غَيْرِ اِنْكَارٍ وَلَمْ يَظْهَرْ نَسْخُهُ فَفَائِدَةُ نُزُوْلِ الْاٰيَةِ تَقْرِيْرُ الْحُكْمِ الثَّابِتِ۔ اور صلا پر اس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے "تو نزول آیت کا فائدہ حکم ثبوت کو پہنچیگا" زہے بے علمی

(۱۵۸) صلا پر قاضی خان کی عبارت اَلْاَصْلُ فِي الْاَشْيَاءِ الْاِبَاحَةُ

کا یہ ترجمہ کیا، تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہونا ہے۔ زہے مسئلہ گری ۔ (۱۵۹ تا ۱۶۱) خیر یہ تو معمولی کمالات بکر ہی ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ ہدایہ و ردّ المحتار و قاضی خاں کی عبارتیں تو یہ نقل کیں، اور صـ۱۷ پر نتیجہ یہ دیا "یہ کتابیں صاف کہتی ہیں کہ سابقہ شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں" ہدایہ قاضی خاں کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا، ردّ المحتار میں ذکر تھا، نص قطعی کا لفظ تک نہ تھا، یہ تینوں کتابوں پر افتراء ہوئے ۔ /07/

(۱۶۲) ثانیاً، اگر قطعیت ہی درکار ہو، تو نمبر ۹۱ میں تفسیر عزیزی سے گذرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں ۔

(۱۶۳) اگر روایۃً متواتر نہ بھی ہو، قبولاً متواتر ہے، کہ تمام ائمہ اسے مانے ہوئے ہیں۔ تو اس سے قطعی کا نسخ روا ہے، جیسے حدیث لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ جس سے وصیت والدین و اقربین کہ منصوص قرآن تھی منسوخ کی گئی امام اجل بخاری کشف الاسرار میں فرماتے ہیں هٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْ قُوَّةِ الْمُتَوَاتِرِ إِذَا الْمُتَوَاتِرُ نَوْعَانِ مُتَوَاتِرٌ مِنْ حَيْثُ الرِّوَايَةِ وَ مُتَوَاتِرٌ مِنْ حَيْثُ ظُهُوْرِ الْعَمَلِ بِهٖ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ فَإِنَّ ظُهُوْرَهٗ يُغْنِي النَّاسَ عَنْ رِوَايَتِهٖ وَ هُوَ بِهٰذِهِ الْمَثَابَةِ فَإِنَّ الْعَمَلَ ظَهَرَ بِهٖ مَعَ الْقَوْلِ مِنْ أَئِمَّةِ الْفَتْوٰى بِلَا تَنَازُعٍ فَيَجُوْزُ النَّسْخُ بِهٖ ۔

(۱۶۴) نہ سہی، تو خود بکر کے مستند فتاویٰ عزیزیہ سے نمبر ۱۵ میں گذرا، کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔ اجماع اگرچہ ناسخ و منسوخ نہ ہو، دلیل نسخ یقیناً ہے کہ لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ۔ کشف میں ہے اَلْإِجْمَاعُ لَا يَنْعَقِدُ الْبَتَّةَ بِخِلَافِ الْكِتٰبِ وَ السُّنَّةِ فَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَّكُوْنَ نَاسِخًا لَهُمَا وَلَوْ وُجِدَ الْإِجْمَاعُ بِخِلَافِهِمَا لَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءً عَلٰى نَصٍّ آخَرَ ثَبَتَ عِنْدَهُمْ أَنَّهٗ نَاسِخٌ لِلْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ۔ مسلم و فواتح میں ہے اَلْإِجْمَاعُ دَلِيْلٌ عَلَى النَّاسِخِ كَعَمَلِ الصَّحَابِيِّ خِلَافَ النَّصِّ الْمُفَسَّرِ ۔

(۱۶۵) خبر منسوخ نہ ہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے۔ خبر یہ تھی کہ ملائکہ و یعقوب علیہم الصلوٰۃ و السلام نے سجدہ کیا۔ اسے کون منسوخ مانتا ہے۔ کیا وقوع خبر واقع ہو سکتا ہے۔ اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہو کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کو جائز ہے، یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا۔ مسلم و فواتح میں ہے ھٰھُنَا اَمْرَانِ اِنَّ الْاَخْبَارَ یَتَعَلَّقُ الْاَمْرِ بِالْمُخَاطِبِیْنَ وَ الْاَمْرُ الْمُتَعَلِّقُ بِھِمُ الْمُوْجِبُ وَ لَمْ یَنْتَسِخِ الْخَبَرَ لِاَنَّ وُقُوْعَ الْاَمْرِ وَاقِعٌ لَمْ یَرْتَفِعْ وَ اِنَّمَا نُسِخَ الْاَمْرُ الْمُخْبِرُ عَنْہُ وَ ھُوَ لَیْسَ خَبَرٌ اِنَّمَا ھُوَ خَبَرٌ لَمْ یَنْتَسِخْ وَ مَا انْتَسَخَ لَیْسَ بِخَبَرٍ ۔

(۱۶۶) بکر نے اپنے افتراءات علی اللہ تعالےٰ میں زعم کیا تھا، صلا کہ خدا نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ تم جدھر متوجہ ہو، خدا اسی طرف ہے۔ یعنے جس طرف سجدہ کرو، خدا ہی کو ہوگا، بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی، یہ آیت بھی جملہ خبریہ تھی کس طرح منسوخ ہو گئی۔

(۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵۴ کی حرمت کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں۔ اور اخبار منسوخ نہیں ہوتے۔

(۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد از حاجت ہے، ہم ثابت کر چکے کہ اس سجدہ کا جواز نص کا حکم نہیں۔ ہوگا تو قیاس سے۔ قیاس مجتہدین پر ختم ہو گیا

(۱۷۴) قیاس بھی سہی، تو سجدہ غایت تعظیم ہے، خود بکر نے صلا پر کہا "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کر سکتا" صلا "آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے" اور غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار، کم درجہ معظم کے لئے انتہا درجے کی تعظیم ظلم صریح ہے، اور اعلے معظمین کے حق میں دست اندازی کہ فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ اور مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے لئے ہے

آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام دونوں نبی تھے، تو غیر انبیاء مشائخ و مزارات کو ان پر قیاس کرکے اُن کے لئے سجدۂ تعظیمی بتانا ظلم شدید ہے اور انبیاء کا حق تلف کرنا۔

(۱۷۵) یہ سب اُسے شریعت سابقہ مان کر ہی بیان کر چکے کہ سرے سے سب کا ثبوت نہیں: اب نہ حکم ثابت، نہ نسخ کی حاجت، سجدۂ آدم کا حکم بشر کو نہ تھا، ملائکہ کے لئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا۔ سجدۂ یوسف بر بنائے اباحت اصلیہ ہونا ممکن، اور اباحت اصلیہ کا رفع نسخ نہیں مسلّم الثبوت میں ہے رَفْعُ الْاِبَاحَةِ الْاَصْلِیَّةِ لَیْسَ بِنَسْخٍ، اسی طرح کشف الاسرار وغیرہ میں ہے۔ تو ارشادِ حدیث لَا تَفْعَلُوْا واجب القبول اور سجدۂ تحیت کا حرام ہونا ہی حکم خدا و رسول جل وعلا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ، وَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

تمّت

تصانیف اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی

الامن والعلا

حج و زیارت کے احکام

ابرّ المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال

احکام شریعت رحصۂ اعلیحضرت کے فتاوے ۲روپے

مزارات کو بوسہ دینا

اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح

الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز

روحوں کا آنا

چاندی سونے کا استعمال

الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ

العروس الاجلہ فی امور الاہلہ

قصیدہ غوثیہ کی شرح

چاند کے متعلق

السوء العقاب (ردّ قادیانی)

الخطبات الرضویہ

الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ

انھار الانوار

ردّ شیعہ دربارۂ اذان

اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد

الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ

بندوں کے حقوق

تصور شیخ

انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ

انباء المصطفیٰ (علم غیب) ندائے یا رسول اللہ۔

ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(کامل)

از

مبلغِ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی القادری

والد ماجد

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ علماء پاکستان

ناشر:-

نوری بک ڈپو، لاہور

کشف المحجوب
مکمل ترجمہ اردو

حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش
کی شہرۂ آفاق تصنیف کا نہایت عام فہم
ترجمہ حکیم مفتی غلام معین الدین نعیمی کے
قلم سے - یہی وہ کتاب ہے جس کے
متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جس کے
پاس یہ کتاب ہے اسے کسی اور
کتاب کی حاجت نہیں، سفید کاغذ
طباعت معیاری ،
قیمت :

حکایات گنج بخش

حضرت داتا صاحب کی مقدس تعلیمات
کا خزینہ ، اولیائے امت کے حالات و
واقعات کا سمندر ،
ترتیب : بشیر حسین ناظم ایم اے
نظر ثانی : مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری
آفسٹ طباعت ، بہترین کتابت
حسین گردپوش ،
قیمت :

سلسلہ گنج بخش

نوری بکڈپو

ارشادات حضرت داتا گنج بخش رحہ

ترتیب : مخدوم اہل سنت شیخ طریقت
الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی
قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ ،
حضرت داتا صاحب کے ۱۴۱ ارشادات
کا نادر مجموعہ ، آفسٹ طباعت
سفید کاغذ ، مضبوط جلد ، حسین گردپوش
قیمت :

حالات گنج بخش

حضرت داتا صاحب کے حالات
زندگی، کمالات باطنیہ ، کرامات ،
موجودہ سجادہ نشینان کا مکمل تذکرہ ،
اس سے قبل کسی کتاب میں اسقدر معلومات
نہیں ہیں ، مشہور محقق محمد دین کلیم کے قلم سے
آفسٹ طباعت ، اعلیٰ کتابت
اور مزار مقدس کی تصاویر سے مزین
قیمت :

